نمبر ۷۴ | مورخہ ۲ر دسمبر سنہ ۱۹۳۰ء | یوم ہفتہ | مطابق ۲۹ر رجب سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

۱۔ دسمبر زیر صدارت چوہدری فتح محمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مذہبی سکھ شریک ہوئے۔ جلسہ میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ گیانی واحد حسین صاحب۔ اور چوہدری صاحب موصوف نے پنجابی میں تقریریں کیں۔ ۱۷ تاریخ آٹھ کس مذہبی سکھ مسلمان ہوئے۔ جو قادیان کے مضافات کے رہنے والے ہیں۔

جناب مفتی محمد صادق صاحب دہلی سے لکھنؤ روانہ ہو گئے ہیں۔ تا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں شریک ہو سکیں۔

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ سنہ ۱۹۳۰ء

۲۶-۲۷-۲۸ر دسمبر قادیان میں ہوگا

خدا تعالے کے فضل و کرم سے ۲۶۔ دسمبر ساڑھے نو بجے جلسہ شروع ہوگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے افتتاحی تقریر فرمائیں گے۔ پھر خطبہ استقبالیہ۔ اقتصادیات اسلام۔ اور سناتن دھرمیوں میں تبلیغ اسلام پر لیکچر ہونگے۔ اور اجلاس ایک بجے نماز جمعہ کے لئے ختم ہوگا۔ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے پڑھیں گے۔

دوسرا اجلاس تین بجے شروع ہوگا۔ جس میں اسلام اور برہمو سماج اور صداقت حضرت مسیح موعود از روئے توریت و انجیل پر لیکچر ہونگے۔ اور پانچ بجے اجلاس ختم ہوگا۔

۲۷۔ دسمبر کے پہلے اجلاس میں اجرائے نبوت از روئے قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش کیا۔ اور برکات خلافت پر تقریریں ہونگی۔ اور دوسرے اجلاس میں جو تین بجے شروع ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے تقریر فرمائیں گے۔

۲۸۔ دسمبر کے پہلے اجلاس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادت الٰہی اور واقعہ صلیب مسیح ناصری پر لیکچر ہونگے۔ اور دوسرے اجلاس میں تین بجے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالے تقریر فرمائیں گے۔

احباب کرام کو چاہیئے کہ ۲۵۔ دسمبر قادیان پہونچ جائیں۔ مستورات کا جلسہ بھی انہی ایام میں علیحدہ ہوگا۔

جلسہ سالانہ پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے ملاقات

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ کے دن بہت قریب آ گئے ہیں۔ اور احباب اس مبارک سفر کی طیاری میں ہمہ تن مشغول ہونگے۔ جن پاکیزہ مقاصد اور اغراض کو لے کر دوست اس مقدس مقام پر جلسہ سالانہ کے مبارک اجتماع میں شریک ہونے کیلئے تشریف لاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک غرض اپنے پیارے آقا اور مقدس امام سے ملاقات بھی ہوتی ہے۔ اس لئے ہر آنے والے دوست یہی خواہش رکھتے ہیں۔ کہ اُنہیں جلسہ سے جلد حضورؑ کی ملاقات کا زیادہ سے زیادہ شرف حاصل ہو۔ کثرت ہجوم حضرت اقدس کی مشغولیت اور قلتِ وقت کی وجہ سے چونکہ قدرتاً بعض دقتیں پیش آتی ہیں۔ اس لئے حسن انتظام کی خاطر میں اپنے دوستوں کی خدمت میں مندرجہ ذیل امور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے احباب کارکنان کی دقتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس انتظام میں پورے طور پر ان کے ساتھ تعاون فرمائینگے۔

۱۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ جلسہ کے موقعہ پر اپنے گروں کے منتظمین سے فارم ملاقات حاصل کر کے (اپنی تمام جماعت کے قادیان پہنچ جانے پر) جلد سے جلد خانہ پُری کرنے کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز میں بھجوا دیں۔ فارم پُر کرتے وقت اپنا ضلع ضرور تحریر فرمائیں۔ تا ملاقات کے اوقات کی تقسیم باسانی ہو۔

۲۔ فارم ملاقات صرف جماعت کے امیر یا سیکرٹری صاحبان پُر فرمائیں۔ کیونکہ دوسرے احباب کے پُر کرنے سے بعض دفعہ کئی دقتوں کا سامنا ہوتا ہے۔

۳۔ جو احباب زیادہ اطمینان سے ملاقات کرنا چاہتے ہوں اُن کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ اپنی تمام جماعت سمیت ۲۵ دسمبر کی شام کو دارالامان پہنچ جائیں۔ تا ۲۶ دسمبر کی صبح کو ان کو ملاقات کا وقت دیا جا سکے۔

خاکسار پرائیویٹ سیکرٹری قادیان

جلسہ سالانہ پر آنیوالے احباب خیال رکھیں

بیرونی جماعتوں کے احباب اس بات سے ناواقف نہیں ہونگے کہ قادیان میں بہت سے غرباء و مساکین اور یتیمی رہتے ہیں جن کی ضروریات مختلف اوقات میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ پوری کرتے رہتے ہیں۔ مالی تنگی کی وجہ سے پھر بھی کما حقہ امداد نہیں ہو سکتی۔ اس لئے جیسا کہ احباب گذشتہ سالانہ جلسوں پر غرباء کا خیال فرما کر ان کے لئے پارچات لاتے رہے ہیں۔ اس سال بھی وہ انہیں فراموش نہیں فرمائیں گے۔ پارچات مستعمل ہوں یا غیر مستعمل پہننے کے قابل ہوں۔ یا اوڑھنے کے۔ ہر قسم کے کپڑوں کی ضرورت ہے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب میری اس درخواست پر توجہ فرما کر غرباء کی دعائیں لیں گے۔

خاکسار پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی قادیان

صنعتی نمائش کے لئے خواتین جلد اشیاء بھیجیں

خواتین کی صنعتی نمائش کے لئے جس قدر جلد ممکن ہو بہنیں نمائشی اشیاء بھیجیں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ جو بہنیں صنعتی اشیاء بھیجیں۔ وہ تفصیل کے ساتھ اشیاء کی لاگت اور نفع الگ الگ لکھیں۔ اور یہ بھی کہ اصل لاگت واپس ہو گی۔ یا کل کی کل قیمت تبلیغ اسلام کے فنڈ میں دے دی جائے گی۔ اگر نفع نہ لگایا ہو۔ تو اس کی تشریح کر دیں۔ تاکہ مناسب منافعہ کا اضافہ کر کے قیمت رکھی جائے۔ بہر حال بہنیں جلد توجہ فرمائیں۔

خاکسار ام طاہر حرم حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
قائم مقام سکرٹری لجنہ اماء اللہ قادیان

درخواست دعا

(۱) میری والدہ صاحبہ عرصہ دراز سے بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا کریں۔ محمد عبد الحق احمدی

(۲) خاکسار کئی مشکلات اور مالی تنگیوں میں مبتلا ہے۔ نیز عاجز کے بہنوئی کے سال کا لڑکا رسو گئے ہیں۔ اس سے پیشتر بڑی ہمشیرہ میرے گھر میں ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ میری مشکلات کو دور فرمائے اور میرے بہنوئی کو جلد از جلد صحت دے۔ محمد شفیع احمدی

احباب جماعت احمدیہ سے ضروری گذارشیں

اس پرچہ کے پہنچنے پر احباب کرام دارالامان کے لئے رختِ سفر باندھ رہے ہونگے۔ خدا تعالیٰ انہیں خیریت سے پہنچائے اور ان فیوض سے متمتع کرے۔ جو صرف اس ارضِ مقدس سے مخصوص ہیں۔ میں اُن کی خدمت میں بطور یاد دہانی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اخبارات سلسلہ احمدیہ کی نسبت وقتاً فوقتاً جو گذارشات کی گئیں۔ ان کے متعلق اپنی پوری پوری توجہ صرف فرمائیں۔

"الفضل"

سلسلہ احمدیہ کا آرگن ہفتہ میں تین بار آپ صاحبان کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ خرچ پہلے سے ڈیوڑھا ہو گیا ہے۔ لیکن، خریدار ہمیں حسب وعدہ پانسو مزید نہیں ملے۔ ہر جلسہ پر آنے والا مخلص یہ بندوبست کر کے آئے۔ کہ وہ خود خریدار "الفضل" ہو۔ اور ایک دوست کو خریدار بنائے۔ قیمت سالانہ دس روپیہ ہے۔

سن رائز

یہ ہفتہ وار انگریزی اخبار مسلمانوں کی پولیٹیکل خدمات بجا لا رہا ہے۔ اور اس وقت اسکی زیادہ سے زیادہ اشاعت نہایت ضروری ہے۔ اس پر قریباً سات سو روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے۔ پس ہر انگریزی دان احمدی کا فرض ہے۔ کہ نہ صرف خود اس کا خریدار ہو۔ بلکہ دوسرے تعلیم یافتہ مسلمانوں کو اس کا خریدار بنائے۔ بنگال مدراس۔ یو۔پی۔ کے احباب خصوصیت سے توجہ کریں۔ اس میں فرقہ وارانہ مذہبی باتیں نہیں ہوتیں۔ اس لئے ہر فرقے کا مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ قیمت سالانہ پانچ روپے۔ طلباء سے تین روپے $\frac{20\times30}{4}$ کی تقطیع پر ۲۸۔ پونڈ کے ڈمی کاغذ پر عمدہ ٹائپ کے ساتھ ۱۲ صفحے کا شائع ہوتا ہے۔ اور مضامین کا سٹینڈرڈ نہایت اعلےٰ ہے۔ ایڈیٹر اس کے ایم۔اے ہیں۔

ریویو آف ریلیجنز اردو

یہ وہ رسالہ ہے۔ جو قادیان میں صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے سب سے پہلے جاری ہوا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے خواہش ظاہر کی۔ کہ اس کے خریدار دس ہزار ہوں۔ پابندی وقت کے ساتھ عالمانہ ٹھوس مذہبی مضامین شائع کرتا ہے۔ قیمت سالانہ تین روپے۔ طلباء سے عہ ؍

مصباح

خواتین جماعت احمدیہ کا اخبار جسمیں مستورات کی تمدنی و مذہبی بہبودی کے متعلق مضامین شائع ہوتے ہیں۔ پندرہ روزہ ہے۔ ٹائیٹل پیج آرٹ پیپر کا۔ قیمت سالانہ دو روپے آٹھ آنے۔

ریویو آف ریلیجنز انگریزی

لنڈن سے شائع ہوتا ہے۔ اور بلاد غربیہ میں تبلیغ اسلام و احمدیت کرتا ہے۔ قیمت سات روپے۔ طلباء سے نصف

طبع و اشاعت

ان تمام اخبارات کے حساب و کتاب و خریدار رجسٹر کرنے کے لئے ایک ہی دفتر ہے۔ جو ایام جلسہ میں صبح بعد از نماز فجر سے رات کے ۹ بجے تک علاوہ اوقات جلسہ کے کھلا رہے گا۔ خریداران مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمے کا بقایا صاف کریں۔ اور آئندہ سال کی پیشگی قیمتیں جمع کرا کے [illegible] بہمہ دلچسپی سے ان کی خدمت کر سکیں۔

مہتمم طبع و اشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

زمینداران پنجاب کو تباہ کرنے کے لئے ہندوؤں کی ایک پُر فریب چال

ہندوستان کے بنیوں اور ساہوکاروں کا وجود یہاں کی اسی فیصدی زراعت پیشہ آبادی کے لئے ایک نہایت ہی خوفناک مصیبت ہے۔ جس کے دفعیہ کی اگر کوئی راہ اختیار نہ کی گئی۔ تو آخر ان بے چاروں کا ایک نہ ایک دن نام و نشان تک مٹا دے گی۔ صرف صوبہ پنجاب میں مہاجنوں اور ساہوکاروں کا ایک ارب اٹھائیس کروڑ روپیہ غریب زمینداروں اور کاشتکاروں کے ذمہ ہے جس کا قریباً پندرہ کروڑ روپیہ سالانہ انہیں بطور سود اُن کی نذر کرنا پڑتا ہے۔ کون صاحبِ دل ہے۔ جو زمینداروں کی اس مصیبتِ عظمیٰ کا خیال کرکے کانپ نہ اُٹھے۔ کڑکتے جاڑے اور چلچلاتی دھوپ میں ایک زمیندار جس کے بدن پر موسمی اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے بسا اوقات کوئی چیتھڑا بھی نہیں ہوتا۔ نہایت ہی ناقص اور ناکافی غذا کھا کر شب و روز اپنا خون پسینہ ایک کرکے فصل تیار کرتا ہے تنگی فلاکت زدہ بیوی اور اس کے چھوٹے بڑے بچے اپنی تمام آسائش و آرام ترک کرکے اور دُنیوی لذات سے کلّی طور پر محروم رہ کر مشقت طلب کاموں میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ اور نہایت جانفشانی سے دن رات محنت میں مصروف رہتے ہیں۔ لیکن جب فصل تیار ہو جاتی ہے۔ تو ظالم اور بے رحم ساہوکار آتا ہے۔ اور اس پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اور بعض اوقات یہاں تک سنگدلی سے کام لیتا ہے۔ کہ زمیندار کو بالکل خالی ہاتھ اور دامن جھاڑ کر گھر آنا پڑتا ہے۔ اور نہایت بے بسی اور بے کسی کے عالم میں اسے اپنے اور اپنے متعلقین کے رشتہ جسم و روح کو قائم رکھنے کے لئے اسی ننگ انسانیت ساہوکار کی دہلیز پر ناصیہ فرسائی کرنی پڑتی ہے جس سے وہ بدقسمت ایک بار کسی ضرورت کے لئے کچھ قرض لینے کی غلطی کا مرتکب ہو کر ہمیشہ کے لئے اس کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال چکا ہے۔ غضب خدا کا۔ حکومت تو صرف پانچ کروڑ سالانہ مالیہ پنجاب سے وصول کرتی ہے۔ لیکن مہاجن لوگ محض اپنی سرمایہ داری کی بدولت آرام سے بیٹھے بٹھائے ہر سال پندرہ کروڑ روپیہ اینٹھ لیتے ہیں:۔

مگر اس سے بھی بڑھ کر ستم یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کو یہ بھی گوارا نہیں۔ کہ زمیندار ایسی ذلیل اور تکلیف دہ زندگی بسر کر سکیں بلکہ ان کا منتہائے نظر یہ ہے۔ کہ زمیندار محض اُن کی غلامی کے لئے زندہ رہیں۔ اور ہندوستان کی ملکیت میں سرمایہ دار ہندوؤں کے سوا کسی اور کا حصہ نہ ہو۔ اگر سنہ ۱۹۰۱ء میں قانون انتقال اراضی نہ بن جاتا۔ تو کم از کم پنجاب کے متعلق تو اُن کی آرزوئیں کبھی کی پوری ہو چکی ہوتیں۔ زمینداروں کے لئے اس بے حد مفید قانون کو ناکارہ کرنے کے لئے کونسی کوشش ان لوگوں نے نہیں کی۔ پھر ساہوکارہ بل کے وقت ان کے نمائندوں نے جس ذہنیت کا اظہار کیا۔ وہ کس سے پوشیدہ ہے:۔

ان تمام ہتھکنڈوں کی ناکامی کے بعد بنیوں کی مسلم آزاری اور زمیندار دشمنی ایک نئی صورت میں نمودار ہوئی ہے۔ در خدع و فریب کا ایک نہایت دلفریب اور خوش نظر نقاب اوڑھ کر رونما ہوئی ہے:۔

کیسی مضحکہ خیز بات ہے۔ کہ یہی بنئے اور ساہوکار جو پنجاب کے زمینداروں اور کاشتکاروں کی مصیبت کا سب سے بڑا باعث ہیں۔ آج کسانوں اور کاشتکاروں کی ہمدردی کا علم بلند کرتے ہیں چند روز ہوئے۔ پارلیمنٹ کے ایک ممبر مسٹر بریلسفورڈ کی جو ہندوستان میں سیاحت کر رہے ہیں۔ لاہور میں آمد پر لاجپت رائے ہال میں ایک جلسہ کرکے بنیوں نے پنجاب سوشلسٹ پارٹی قائم کی جس کی غرض یہ بتائی گئی ہے۔ کہ کسانوں اور کاشتکاروں کو جاگیرداروں کے ظلم و جبر سے نجات دلائی جائے:۔

اگر اس پارٹی کے قیام کا مقصد کسانوں اور کاشتکاروں کی فلاکت اور درماندگی کو دُور کرنا اور ان کے لئے ترقی اور خوشحالی کے اسباب مہیا کرنا ہے۔ تو اس کے لئے سب سے ضروری بات یہ ہے۔ کہ ہر اس چیز کے خلاف نہ صرف آواز اٹھائے جو بیچارے کسانوں کی زندگی کو معرض خطر میں ڈالے ہوئے ہے بلکہ اس سے رہائی دلانا اپنا مقصد قرار دے کر عملی طور پر اس کے انسداد کی کوشش بھی کرے اگر جاگیردار اپنے مزارعین پر ظلم و ستم کرتے ہیں۔ اور دُنیا جانتی ہے۔ کہ ان میں سے بہت سے ایسا کرتے ہیں۔ تو ان کے مظالم کا انسداد کرنا بھی ضروری ہے لیکن اس سے بڑھ کر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ وہ مہاجن اور بنئے جنہوں نے ہر جگہ تیندوے کی طرح جال پھیلا کر کاشتکاروں کو جکڑ رکھا۔ اور نہایت بے دردی سے ان کا خون چوس رہے ہیں ان سے مخلصی دلانے کی کوشش کی جائے۔ لیکن تعجب ہے۔ پنجاب کے ان لوگوں کے دلوں میں جو پنجاب سوشلسٹ پارٹی کے بانی مبانی ہیں۔ اس کا تو خیال بھی پیدا نہیں ہُوا۔ اور کاشتکاروں کی ہمدردی اور خیر خواہی کا نقاب اوڑھ کر جاگیرداروں کے پیچھے پڑ گئے۔ اُن کے املاک کو نقصان پہونچانے اور ان کے خلاف لوگوں میں جذبات نفرت و حقارت پیدا کرنے کا علم لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بنئے اور مہاجن تو قریباً سارے کے سارے ان کے ہم قوم ہیں۔ لیکن پنجاب کے جاگیرداروں اور زمینداروں میں بڑی تعداد غیر ہندوؤں کی ہے۔ اسی سے ان کی خیر خواہی کا پردہ چاک ہو رہا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ انہوں نے اپنے لئے جو پروگرام تجویز کیا ہے اس کی یہ دفعہ ان کی نیت کو خوب واضح کر رہی ہے۔ کہ:۔

"ہم سردست تمام قابلِ کاشت اراضی کو قومی ملکیت بنائینگے اور ایسے بڑے بڑے صنعتی ادارے بھی قوم کی ملکیت میں داخل کریں گے۔ جن کا قبضہ موجودہ حالات میں فائدہ بخش ثابت ہو سکتا ہو"

گویا "قابلِ کاشت اراضی کو قومی ملکیت" بنانے کا فیصلہ تو فوراً کر دیا گیا۔ لیکن صنعتی اداروں کے متعلق "موجودہ حالات میں فائدہ بخش" ثابت ہونے کی شرط لگا دی گئی۔ مطلب یہ کہ اس قسم کے اداروں کو قومی ملکیت بنانے سے مستثنیٰ کرنے کے لئے یہ کہنے کی گنجائش رکھ لی گئی۔ کہ یہ موجودہ حالات میں فائدہ بخش ثابت نہیں ہو سکتے۔ لیکن قابل کاشت تمام کی تمام اراضی کو قومی ملکیت بنا لینے کا تہیہ کر لیا گیا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں۔ کہ یہ ساری جد و جہد محض قابل کاشت اراضی پر قبضہ جمانے کے لئے کی جا رہی ہے ورنہ اگر سوشلزم کا جنون اتنا ہی زوروں پر ہے۔ تو کیوں پہلے پنجاب کی تمام دولت۔ تمام صنعتی اور تجارتی ادارے جن پر ہندوؤں کا قبضہ ہے۔ تمام آبادی میں بحصہ مساوی تقسیم نہیں کر دیئے جاتے تاکہ "تمام قابل کاشت اراضی" کو قومی ملکیت بنانے کا اعلان کرنے پر کسی کو یہ کہنے کی ضرورت نہ رہے۔ کہ یہ صرف اراضی پر قبضہ جمانے

اور بے چارے زمینداروں کو تھوڑی بہت زمینوں سے بھی محروم کرنے کا منصوبہ ہے۔ لیکن کہاں کی توہینت۔ اور کیسا سوشلزم یہ تو محض چالیں ہیں۔ اور پنجاب میں مسلمان زمینداروں کا وجود جو ہندوؤں کی آنکھ میں خار کی طرح کھٹکتا رہتا ہے۔ اسے دُور کرنے کے لئے پُر فریب ترکیب ہے جس کے نہایت مضر اور تباہ کن اثرات سے بچنے کے لئے زمینداروں کو نہایت دُور اندیشی عقلمندی اور ہوشیاری سے کام لینا چاہیئے۔

محکمہ مردم شماری کا ایک قابل اصلاح حکم

سپرنٹنڈنٹ صاحب محکمہ مردم شماری صوبہ پنجاب و دہلی کا ایک اعلان محکمہ اطلاعات پنجاب کی طرف سے ہمارے پاس بغرض اشاعت پہنچا ہے۔ جس میں لکھا ہے:-

"مردم شماری کی اغراض کے لئے ویدک دھرم۔ برہمو سماج اور دیو سماج کو واضح طور پر ہندو مذہب کے فرقے تسلیم کیا گیا ہے اور وہ حکومت ہند کے اعلان نمبر ایف ۴۵-۳-۱۹ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۰ء کے بموجب نقشہ نمبر ۲۰ (مذہب) میں ہندو مذہب کی تحتی مدات کے طور پر شمار کئے گئے ہیں۔"

جو لوگ برہمو سماج اور دیو سماج سوسائٹیوں کے عقائد سے کچھ بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ ان میں اور ہندوؤں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ علاوہ ازیں ان میں شامل ہونے والے سب کے سب ہندو نسل سے ہی نہیں ہوتے۔ بلکہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی ہیں۔ چنانچہ خود دیو سماجیوں نے مردم شماری کے متعلق جو اعلان کیا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ ہم میں غیر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں۔ ان حالات میں یہ کس قدر صریح ناانصافی ہے۔ کہ ان کے تمام کے تمام ممبروں کو ہندو درج کر دیا جائے۔

اگرچہ اس اعلان کے آخر میں یہ الفاظ درج ہیں۔

"شمار کنندوں کو ہدایت کی جاری ہے۔ کہ وہ ان اشخاص کی صورت میں جو قطعی طور پر اپنے آپ کو ہندو درج کرانا چاہیں آریاؤں۔ برہمو اور دیو سماجیوں کے فرقہ کے نام کے بعد خطوط وحدانی میں لفظ ہندو ایزاد کر دیں۔"

جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان فرقوں کے جو لوگ اپنے آپ کو ہندو نہ لکھائیں۔ انہیں ہندو نہ لکھا جائے۔ مگر یہ الفاظ اس قدر مبہم اور غیر واضح ہیں۔ کہ ممکن نہیں۔ ہندو پروپیگنڈا کے ماتحت ہندو شمار کنندگان ان کا منشاء پورا ہونے دیں۔ اس لئے اگر ان الفاظ کا واقعی یہ منشاء ہے۔ کہ ان سوسائٹیوں سے تعلق رکھنے والے جو لوگ اپنے آپ کو ہندو نہ لکھوانا چاہیں۔ انہیں ہندو نہ لکھا جائے تو اس کے لئے زیادہ واضح اور صاف اعلان ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر اس اعلان کا یہ منشاء ہے۔ جیسا کہ ہندو اخبارات لکھ رہے ہیں کہ تمام آریہ سماجیوں۔ دیو سماجیوں اور برہمو سماجیوں کو ہندو شمار کیا جائے گا" تو پھر محکمہ مردم شماری کی یہ ہدایت بے حد قابل مذمت ہے۔ کہ وہ خواہ مخواہ غیر اقوام سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی ہندوؤں میں شامل کرنے کا حکم دے رہا ہے۔

کیا دہریے ہندو ہیں

اس سوال کا ایک اور قابل غور پہلو یہ ہے۔ کہ کیا ہندو قوم اس شخص کو جو ایشور کی ہستی کا سرے سے ہی منکر ہو۔ ہندو تسلیم کرتی ہے۔ اگر کرتی ہے۔ تو پھر توحید کے متعلق ویدک دھرم کی اعلےٰ و ارفع تعلیم کے جو دعاوی آئے دن کئے جاتے ہیں۔ ان کا کیا بنیگا۔ اور اگر نہیں۔ تو پھر ناستکوں کو کیوں اپنے ساتھ شمار کرانے پر زور دیا جا رہا ہے۔ اور کیوں رشی دیانند کے اس ارشاد کی کوئی پرواہ نہیں کی جا رہی ہے۔ کہ ناستک کو ذات سے خارج کر دینا چاہیئے۔

کیا ہی عجیب بات ہے۔ آریہ جو بھی قدم اٹھاتے ہیں اپنے رشی کے خلاف ہی اٹھاتے ہیں۔ آج کل ان لوگوں کو جنہیں خود ناستک سمجھتے۔ ناستک کہتے اور لکھتے چلے آئے ہیں۔ نہ صرف اپنی ذات۔ بلکہ اپنے مذہب میں شامل کر رہے ہیں۔ اور اس کے لئے ان کے آگے جا جا کر ناک رگڑتے ہیں۔ حالانکہ بانی آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۹۶ پر یہ حکم دے چکے ہیں۔ ناستکوں کو ذات سے خارج کر دینا چاہیئے۔

ایک مسلمان کی غیر ذمہ وارانہ تقریر

آریہ سماجی جلسوں کے موقعہ پر بعض اوقات مذہبی کانفرنسیں بھی منعقد کی جاتی ہیں۔ جن میں کسی خاص مسئلہ کے متعلق مختلف مذاہب کے لوگ اپنا اپنا نقطہ نگاہ پیش کرتے ہیں۔ حال میں آریہ سماج لاہور کے سالانہ جلسہ پر ایک ایسی ہی کانفرنس کا انتظام کیا گیا۔ جس میں ایک صاحب پروفیسر سلیم نے تقریر کی۔ اب آریہ اخبارات میں اُن کے حسب ذیل الفاظ کو بُہت شہرت دی جا رہی ہے:-

"آریہ سماج نے دُوسرے مذاہب والوں کو اپنی سٹیج پر آنے کی دعوت دے کر مذہبی دُنیا میں ایک نئے باب کا آغاز کیا ہے۔ اور ہمیں یہ ماننا پڑے گا کہ آریہ سماج کی یہ فراخدلی مذہبوں کو ایک دُوسرے کے نزدیک لے آئیگی۔"

ہم ذاتی طور پر یہ نہیں جانتے۔ کہ آیا واقعی پروفیسر صاحب نے یہ الفاظ کہے یا نہیں۔ لیکن اگر کہے ہوں۔ تو افسوس کہ انہوں نے دُنیوی لحاظ سے اعلےٰ درجہ کی تعلیم حاصل کرنے کے باوجود اسلامی معلومات کے متعلق اپنے افسوسناک افلاس کا ثبوت پیش کیا ہے۔ وہ آج جبکہ دُنیا اس قدر مہذب سمجھی جاتی ہے۔ اور جبکہ تعلیم نے بڑے بڑے تنگ خیال لوگوں کے اندر بھی آزاد خیالی کی رو پیدا کر دی ہے۔ آریہ سماج کے صرف دُوسرے مذاہب والوں کو اپنی سٹیج پر تقریر کرنے کی اجازت دینے پر مذہبی دنیا میں ایک نئے باب کا آغاز" قرار دیتے ہیں۔ لیکن انہیں آج سے ساڑھے تیرہ صدیاں قبل کا وہ واقعہ یاد نہیں۔ جبکہ دُنیا میں علم و تہذیب کا آفتاب ابھی طلوع ہی ہو رہا تھا۔ اُو بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذہبی لحاظ سے شدید اصُولی اختلاف رکھنے والے عیسائیوں کو اپنی سٹیج پر اظہارِ خیال کا موقعہ نہیں دیا تھا۔ بلکہ خالص اسلامی عبادتگاہ میں اپنے طریق پر عبادت کرنے کی اجازت مرحمت فرما کر دُنیا کے سامنے رواداری۔ اور آزاد خیالی کی ایک ایسی بلند پایہ مثال پیش کی تھی۔ جس کی نظیر لانے سے اس دَور تہذیب و تمدن کی تمام دُنیا بھی قاصر ہے۔

طلاق ہندو عورتوں کا قدرتی حق ہے

آریہ اخبار "پرکاش" نے اپنے ایک حال ہی کے پرچہ میں طلاق کو ایک لعنت قرار دے کر ہندو عورتوں کو اس سے محفوظ رہنے کی تلقین کی ہے۔ لیکن حالاتِ زمانہ ہندوؤں کو مجبُور کر رہے ہیں۔ کہ اس "لعنت" کو عورتوں کا قدرتی حق قرار دیں۔ چنانچہ آریہ روزانہ اخبار نوجوان ۲۔ دسمبر لکھتا ہے:-

"اب زمانہ بدل گیا ہے۔ اور یہ آواز آنی شروع ہو گئی ہے۔ کہ ہندو عورت کا بھی دُنیا کی دوسری عورتوں کی طرح یہ قدرتی حق ہے۔ کہ وُہ خاوند سے طلاق لے سکے۔ پنڈت دھریندر شروتی ایم۔ اے نے آریہ سماج لاہور کے جلسہ میں ہندو عورت کے اس حق کا راگ گایا۔"

طلاق کو لعنت قرار دینے والوں کا اسکی حمایت میں راگ گانا بتا رہا ہے۔ کہ ہندو دھرم نے عورتوں کو طلاق سے محروم رکھنے میں جو بے انصافی روا رکھی ہے۔ ہندو اسے دُور کرنے کے لئے بے حد مجبور ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح چار و ناچار اسلامی تعلیم سے استفادہ حاصل کر رہے ہیں۔

سکھوں کی بے جا ضد

گول میز کانفرنس کے ہندوستانی نمائندے ملکی مسائل کے متعلق سمجھوتہ کرنے کی جو کوشش کر رہے ہیں۔ اس میں اگرچہ ڈاکٹر مونجے اور مسٹر جیکر کے سے مہاسبھائی لیڈر بھی بُہت بڑی روکاوٹ کا موجب بن رہے ہیں۔ لیکن سکھ نمائندوں کا رویہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے۔ وہ ہندوستان کے تمام صوبوں میں ہندوؤں کی اتنی بڑی اکثریت جس کے مقابلہ میں دوسری اقلیتوں کی کچھ بھی حقیقت باقی نہ رہے گوارا کر سکتے ہیں۔ لیکن پنجاب میں مسلمانوں کا اپنی آبادی کے لحاظ سے حقوق حاصل کرنا بھی ان کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور وہ اس صُوبہ کا ایسا انتظام کرنا چاہتے ہیں جس میں سکھوں کو ۱۱ فیصدی ہوتے ہُوئے ایسی پوزیشن حاصل ہو جائے۔ کہ نہ مسلمان ان کی رضامندی حاصل کئے بغیر کچھ کر سکیں۔ اور نہ ہندو۔ مگر ایسا انتظام سوائے سکھا شاہی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دوستوں کا سلوک جماعت احمدیہ سے

مالی مشکلات

ہمارے نزدیک کسی مذہبی جماعت کی صداقت اس سے ثابت نہیں ہو سکتی ہے۔ کہ وہ سال میں کس قدر روپیہ جمع کرتی ہے۔ اور نہ یہ امر اس کے حق پر ہونے کے خلاف ہے۔ کہ کسی وقت اسے مالی مشکلات پیش آئیں اور اسے ان مشکلات سے نکلنے کے لئے اپنے ہم عقیدہ اور ہمخیال لوگوں کو توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہو۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے ساتھ "اللہ تعالیٰ کی نصرت اعجاز کے رنگ میں" ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دلیل یہ دیتے ہوں۔ کہ وہ سال بسال زیادہ سے زیادہ مقدار میں روپیہ جمع کرتے جا رہے ہیں۔ ہر سال ان کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اور وہ "پندرہ سولہ سال کے عرصہ میں" "سات آٹھ لاکھ کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے مالک" بن چکے ہیں۔ اس کے ساتھ جو یہ بھی کہیں۔ کہ بخیال ان کے۔ چونکہ ان کے مدمقابل اس نسبت سے نہ تو روپیہ فراہم کر سکے ہیں۔ اور نہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ پیدا کر سکے ہیں۔ جو ان کے خدا کی نصرت اور تائید سے محروم ہونے کا ثبوت ہے۔ ان کے سامنے اگر انہی کے سب سے زیادہ ذمہ وار لیڈر کے قول سے یہ پیش کیا جائے۔ کہ جب سے انہوں نے یہ بلند بانگ دعویٰ کیا اور اپنی صداقت کی ایسی انوکھی دلیل دی ہے۔ اسی وقت سے نہ صرف ان کی مالی ترقی رک گئی ہے۔ بلکہ ان کا قدم تنزل کی طرف اُٹھنے لگا ہے۔ تو یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس کے متعلق ان کے "حضرت امیر" کو انتہا درجہ کے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنے کی ضرورت پیش آئے۔ کہ "قادیان کا سرکاری اخبار خوشی میں پھولا نہیں سماتا"۔ بحالیکہ وہ خوشی ظاہر بھی نہ ہو۔ بلکہ "حضرت امیر" کے اپنے ہی قول کے مطابق "ساری تحریر کے نیچے چھپی ہوئی" ہو۔

مولوی محمد علی صاحب کا غیظ و غضب

لیکن تعجب ہے۔ مولوی محمد علی صاحب کو "الفضل" کے ایک ایسے ہی مضمون نے اس درجہ مشتعل کر دیا۔ کہ بے جا طعن و تشنیع کا سیلاب بہاتے اور غلط اتہامات لگاتے ہوئے ان کے لئے "الفضل" کا نام تک لینا بھی دو بھر ہو گیا۔ اور "قادیان کا سرکاری اخبار" کے فقرہ سے اس کی طرف اشارہ کرنا پڑا۔ حالانکہ الفضل کا قصور سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ اس نے مولوی صاحب کے ایک ایسے سابقہ بیان کے مقابلہ میں جس میں انہوں نے اپنی مالی ترقی کو اپنی صداقت اور جماعت احمدیہ قادیان کے غلطی خوردہ ہونے کے ثبوت میں پیش کیا تھا۔ ان کے ایک تازہ بیان کو رکھا جس میں انہوں نے اپنی ترقی کے رک جانے۔ اور تنزل کی طرف قدم اٹھنے کا اعتراف کیا تھا۔

چھپی ہوئی خوشی دیکھنے کا غلط ادعاء

مولوی صاحب کو اس بات پر "خدا کی شان" یاد آگئی۔ اور وہ زمانہ آنکھوں کے آگے پھر گیا۔ جب بقول ان کے "ایک بھائی کو تکلیف پہنچتی تھی۔ تو دوسرا اس کی مدد کرتا تھا یا کم از کم اظہار ہمدردی ہی کرتا تھا"۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ گلہ کرنا بھی ضروری سمجھا۔ کہ "آج یہ ذہنیت یہاں تک بدلی ہے۔ کہ ایک تکلیف میں ہو۔ تو دوسرا خوش ہوتا ہے" اپنے متعلق تو ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ ہم نے مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے مالی تکلیف میں مبتلا ہونے پر قطعاً کسی قسم کی خوشی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ انہی کے اقوال سے صرف یہ بتایا ہے۔ کہ زیادہ مال جمع کر لینا۔ یا لاکھوں کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد پیدا کر لینا۔ نصرت الٰہی کا ثبوت نہیں۔ اس کے متعلق یہ کہنا۔ کہ "ساری تحریر کے نیچے چھپی ہوئی خوشی نظر آتی ہے"۔ کسی طرح بھی درست نہیں۔ ہم اس پر خوشی کا اظہار کر ہی کیونکر سکتے ہیں۔ جبکہ خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت غیر مبائعین کے مقابلہ میں نہایت وسیع پیمانہ پر کرنے اور خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ کو روز بروز زیادہ ترقی دینے اور اکناف عالم تک پہنچانے کی وجہ سے خود ہمیں مالی مشکلات کا سامنا رہتا ہے اور ہم ایسے مشکلات کا پیش آنا سنت اللہ کے ماتحت ضروری سمجھتے ہیں۔ مولوی صاحب کو بھی ظاہر میں ہماری خوشی کے کوئی آثار نظر نہیں آئے۔ بلکہ ان کا دعویٰ بھی "تحریر کے نیچے چھپی ہوئی خوشی" دیکھنے کا ہی ہے۔ جو دراصل ان کی اپنی اندرونی حالت کا نتیجہ ہے۔ اگر ان کا اپنا دل ہماری مشکلات میں خوشی محسوس کیا کرتا۔ تو ایک بلا ثبوت ادعا کرنے کی طرف ان کی ذہنیت منتقل نہ ہوتی۔

ہماری مشکلات پر غیر مبائعین کی خوشی

بہر حال یہ ان کی مرضی ہے۔ کہ ہماری کسی تحریر کے نیچے سے ہماری خوشی کی جستجو کریں۔ یا نہ کریں۔ لیکن کیا وہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے متعلق بتا سکتے ہیں۔ کہ انہوں نے ہمیں اپنا بھائی سمجھ کر ہماری کسی تکلیف میں کبھی مدد کی۔ یا کم از کم اظہار ہمدردی ہی کیا۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو اس بارے میں ذہنیت کے بدلنے کا افسوس انہیں اپنے متعلق ہونا چاہیئے اور "ایک تکلیف میں ہو۔ تو دوسرا خوش ہوتا ہے"۔ کا مصداق اپنے آپ کو سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمارے پاس اس بات کا ثبوت موجود ہے۔ کہ انہوں نے نہ صرف کبھی ہماری کسی تکلیف میں مدد نہیں کی نہ اظہار ہمدردی کیا۔ بلکہ خوش ہوتے رہے۔ اور ان کی خوشی ان کی تحریروں کے نیچے چھپی ہوئی نہیں۔ بلکہ بالکل ظاہر اور باہر نظر آتی رہی۔

مستریوں کا فتنہ اور غیر مبائعین

دور کی باتیں کو جانے دیجئے۔ کہ ان پر زیادہ عرصہ گذر چکا ہے کیا اس قریب کے فتنہ میں جو مستریوں کی طرف سے ظاہر ہوا۔ اور جس کے خلاف غیر احمدی اور غیر مسلم شرفا تک نے اظہار نفرت کیا۔ کیا خود مولوی محمد علی صاحب نے حصہ نہ لیا۔ کیا مستری ان کے مہمان خانہ میں جا کر نہ ٹھہرتے رہے۔ کیا مستریوں کے ناپاک اور گندے اشتہارات اور ٹریکٹوں کی انہوں نے اشاعت نہ کی۔ اور اپنے ساتھیوں کے ذریعہ بکثرت نہ کرائی۔ کیا پیغام صلح میں ان کی تائید میں مضامین شائع نہ کئے گئے۔ کیا پیغام صلح نے اپنے ایڈیٹوریل میں ان کے مضمون کو جگہ نہ دی۔ اور کیا جب ایک ثالث کے ذریعہ مستریوں کی شرمناک شرارتوں میں ان کے حصہ لینے کی تحقیقات کرانے کی تجویز ہماری طرف سے پیش کی گئی۔ تو اس کا انکار نہ کر دیا گیا۔ حتیٰ کہ اسی مضمون میں مولوی صاحب نے مستریوں کے متعلق یہ لکھکر کہ "میاں صاحب کے مریدوں نے میاں صاحب پر الزام لگائے ہیں"۔ ان کی حمائت اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق صریح غلط بیانی نہیں کی۔ حالانکہ خود پیغام ان فتنہ پردازوں کو "سابق مرید" لکھ چکا ہے اگر یہ سب کچھ کیا گیا۔ جس کا ناقابل انکار ثبوت موجود ہے اور اس کے علاوہ ہمارے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا گیا۔ کہ ان پر جسقدر بھی سختی کی جائے بجا ہے۔ اور یہ کہ ان سے دوستی رکھنا اسلام کا نقصان ہے تو پھر وہ خود ہی فرمائیں۔ ہماری تکلیف میں نہ صرف خوش ہونے۔ بلکہ اس تکلیف کو اپنی ساری کوشش اور سعی سے بڑھانے پر ہم ان کے متعلق شکوہ کرنے کے حقدار ہیں۔ یا وہ۔ اور ایک بھائی کی تکلیف میں مدد کرنے یا کم از کم اظہار ہمدردی کرنے کی ذہنیت ان کی بدلی ہے۔ یا ہماری۔

ہمارا طرز عمل

افسوس مولوی صاحب نے اس بارے میں ذرا بھی غور نہیں فرمایا۔ اور جس جرم کے مرتکب وہ اور ان کے ساتھی ہیں۔ اسے ہم پر عائد کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ ہمارا طرز عمل ان کے متعلق جو کچھ رہا ہے۔ وہ بالکل ظاہر ہے۔ اور اس کے ہمدردانہ ہونے کا احساس خود مولوی صاحب کو بھی رہا ہے جس کا ایک معمولی مگر ناقابل انکار ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کے ذریعہ ایک دوست کی امداد کے لئے درخواست کی تھی۔ اگر ہمارا رویہ ان کے متعلق یہ ہوتا۔ کہ ہم ان کو تکلیف میں دیکھکر خوش ہوا کرتے۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ وہ اپنے دوست کی امداد کے لئے ملتجی ہوتے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ لکھاتے۔ کہ "امید ہے۔ اس پر آپ غور فرما کر ممنون فرمائیں گے"۔

پھر ایک اور مثال پیش کیجاتی ہے جبکہ مولوی محمد یعقوب صاحب ایڈیٹر لائٹ پر گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ دائر ہوا۔ تو ہم نے اس تکلیف میں ان سے ہمدردی ظاہر کی اور حتی الامکان مدد بھی کی۔ اسی "الفضل" نے جس کا آج نام لینا بھی مولوی صاحب کے لئے بار گراں ہیں۔ ان کی حمائت میں مضامین شائع کئے ٭

یہ صرف اپنے طرز عمل کی تشریح میں دو مثالیں پیش کی گئی

ہیں - اس لئے پیش کی گئی ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب ہمارے اس طرز عمل اور اپنے اس رویہ کو جس کا مختصر طور پر اوپر ذکر آچکا ہے۔ بالمقابل رکھکر غور فرمائیں۔ کہ برادرانہ سلوک کس کا ہے۔ اور عداوت و خصومت سے ملوث کس کا۔ ہمیں کسی قسم کا احسان جتلانا قطعاً مقصود نہیں

کیا قادیان والے اشاعت اسلام نہیں کرتے؟

مولوی صاحب نے اس گلہ گذاری میں ایک اور بات بھی پیش فرمائی ہے۔ اور وہ یہ کہ

"اس قدر تو قادیان والوں کو علم ہے۔ کہ ہم بھی آخر اشاعت اسلام ہی کرتے ہیں۔ اور اشاعت اسلام کے کام کو کوئی بھی کر رہا ہو۔ نقصان پہنچے تو کسی مسلمان کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا"

اس کے متعلق ہمیں صرف یہ پوچھنے کی اجازت دی جائے۔ کہ اگر ان الفاظ میں "قادیان والوں" کی بجائے "غیر مبایعین" رکھ دیا جائے۔ تو کیا پھر بھی وہ ان پر غور کرنے اور ان کے مفہوم کو درست سمجھنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر غیر مبایعین "آخر اشاعت اسلام ہی کرتے ہیں" تو خوشی سے کریں۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ لیکن یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ وہ کسی اور کو اشاعت اسلام کرتا ہوا دیکھنا نہیں چاہتے اور اس کے رستہ میں روڑے اٹکانا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

سیرت رسول کریم کے جلسوں کی مخالفت غیر مبایعین کی طرف سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ اور آپ کی تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش کرنا۔ غیر مبایعین کے نزدیک اشاعت اسلام نہ ہو۔ تو نہ سہی - احمدیت کی اشاعت کو وہ اسلام کی اشاعت نہیں سمجھتے۔ تو نہ سمجھیں۔ لیکن کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور مقدس زندگی کے واقعات آپ کی ایمان افروز سیرت کے حالات اور آپ کی بےمثال تعلیم کے برکات دنیا کے سامنے پیش کرنا بھی ان کے نزدیک اشاعت اسلام نہیں۔ اگر ہے۔ تو کیا یہ صحیح نہیں۔ کہ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی جو مقدس تحریک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کی اور جسے اختلافی مسائل سے بالکل الگ رکھنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کی مخالفت میں خود مولوی محمد علی صاحب اور ان کے دوستوں نے پورا زور لگایا۔ اس کے خلاف بدظنیاں پھیلانے کی کوشش کی۔ اس کے ماتحت منعقد ہونے والے جلسوں کو ناکام بنانے کے لئے مستریوں کا گندہ لٹریچر تقسیم کرایا۔ اس کے علاوہ اور طریقوں سے بھی ان جلسوں کو روکنے کی کوشش کی۔ اگر یہ اشاعت اسلام کا کام تھا۔ تو پھر اسے خواہ کوئی کر رہا تھا۔ نقصان پہنچانا کیوں ان کے لئے خوشی کا موجب ہوا۔ اور کیوں انہوں نے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔

تصادم سے بچنے کی کوشش

اگر مولوی صاحب تحمل سے کام لیتے ہوئے غور فرمائیں۔ تو انہیں معلوم ہو۔ کہ جو گلہ وہ ہم پر کر رہے ہیں۔ دراصل ہم اس کے کرنے کا حق رکھتے ہیں اور ان سے بہت زیادہ حق رکھتے ہیں۔ کہ جیسے بارہا بیان ہم تصادم سے بچکر اپنے طور پر اشاعت اسلام اور تبلیغ احمدیت میں مصروف رہیں اور غیر مبایعین اپنے طور پر۔ لیکن جب بھی ہم نے اس پر عمل کیا۔ غیر مبایعین جھٹ ہمارا رستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے ساری طاقت ہمیں سب وشتم کرنے۔ ہم پر جھوٹے اتہام لگانے ہمارے خلاف دیدہ دانستہ بدظنیاں پیدا کرنے اور مخالفین کو بھڑکانے میں صرف کر دی۔ گذشتہ چند ماہ کے "پیغام صلح" کے پرچے ہی مولوی صاحب دیکھ لیں۔ تو ان پر ہمارے اس بیان کی صداقت ظاہر ہو جائے۔ اگر مولوی محمد علی صاحب نے بناوٹ کے طور پر نہیں بلکہ حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ کہ "اشاعت اسلام کے کام کو کوئی بھی کر رہا ہو۔ نقصان پہنچے۔ تو یہ کسی مسلمان کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا"۔ تو فرمائیں۔ کہ ہم اشاعت اسلام کا جو کام کر رہے ہیں۔ اسے نقصان پہنچانے کے لئے وہ اور ان کے ساتھی کیوں فتنہ پردازیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ وہ کیوں ہمارے رستہ کا روڑا بنتے ہیں۔ اور کیوں ہماری کوششوں میں مخل ہوتے ہیں۔ کیا انہیں اس قدر علم نہیں۔ کہ ہم بھی آخر اشاعت اسلام ہی کرتے ہیں۔ اگر نہیں۔ تو پھر یہ کہنے کا بھی انہیں کوئی حق نہیں "کہ اس قدر تو قادیان والوں کو علم ہے۔ کہ ہم بھی آخر اشاعت اسلام ہی کرتے ہیں"۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ خود ہمارے متعلق یہ علم حاصل کریں۔ اور اپنے عمل سے ثابت کریں۔ کہ اشاعت اسلام کے کام کو کوئی بھی کر رہا ہو۔ نقصان پہنچے۔ تو یہ کسی مسلمان کے لئے خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ورنہ صرف منہ سے کہہ دینا۔ اور باتیں بنا لینا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

رستہ کی صفائی کیلئے خس وخاشاک ہٹانے کی ضرورت

ہم اب بھی مولوی صاحب سے کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہم انہیں ان کے حال پر چھوڑنے کے لئے تیار ہیں۔ وہ جس طرح چاہیں۔ اشاعت اسلام کرتے رہیں۔ لیکن اپنے لئے بھی یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہم جسے اسلام سمجھتے ہیں۔ اور اس کی جس طرح اشاعت کر رہے ہیں۔ اس میں وہ بھی مخل نہ ہوں۔ اور اس طرح اپنے اپنے کام کے ان نتائج پر نظر رکھیں۔ جو خدا تعالیٰ پیدا کر رہا ہے۔ لیکن اگر وہ قدم قدم پر ہماری مخالفت کریں۔ ہماری اچھی سے اچھی بات کو نہایت برے پیرایہ میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ ہم پر جھوٹے اور بے سروپا اتہامات لگا کر ہمارے اشاعت اسلام کے کام کو نقصان پہنچائیں۔ تو انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ ہم اپنا رستہ صاف کرنے کے لئے ہر خس وخاشاک کو ہٹانا ضروری سمجھیں گے۔ خواہ وہ غیر مبایعین کی شکل میں سامنے آئے۔ یا کسی اور صورت میں۔

نورِ ہدایت

جناب حافظ سید عبدالمجید صاحب امیر جماعت احمدیہ کوہ منصوری نے ۱۹۲۸ء میں ایک کتاب "نور ہدایت" کے نام سے شائع کی تھی۔ جسے اب دیکھنے کا ہمیں موقعہ ملا۔ کتاب کانپور کے ایک شخص کے ان اعتراضات کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ جو اس نے اپنے ایک رسالہ "رد قادیان" میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کئے۔ ایک بے باک اور بدزبان شخص کے مقابلہ میں۔ سید صاحب موصوف نے نہایت تحمل اور سنجیدگی سے اپنا فرض ادا کیا ہے۔ اور خوشی کی بات ہے۔ عمدگی سے ادا کیا ہے۔ اور دلنشین پیرایہ میں نہایت اہم مسائل پر بحث کی ہے۔ کتاب دلچسپ اور معلومات میں بہت کچھ اضافہ کرنے والی ہے۔ گو سادہ طرز میں لکھی گئی ہے۔ لیکن جناب سید صاحب موصوف کے اخلاص نے اس میں خاص دلکشی اور جاذبیت پیدا کر دی ہے۔ احباب سیکرٹری صاحب جماعت احمدیہ کمرشل ہوس منصوری سے منگا کر مطالعہ کریں۔ قیمت بلا جلد ۱۲ر اور مجلد ایک روپیہ ۱۲ر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا کا فوری اثر

۷ر دسمبر شام کو جب میں کھانا کھا چکا۔ تو مجھے سردی محسوس ہوئی اور ایک ہی گھنٹہ کے اندر اندر بخار ۱۰۵ ہو گیا۔ رات بھر اور دوسرے دن علاج معالجہ ہوتا رہا۔ مگر بخار کم نہ ہوا۔ ۹ کی صبح کو مسہل لیا مگر شام کے قریب پھر دیکھا۔ تو بخار بدستور ۱۰۵ اور پیٹ میں نفخ شروع ہو گیا۔ جس سے سانس میں ایسی تنگی ہوئی۔ کہ میں بیہوش ہو گیا۔ ایسی حالت اور رات کا وقت۔ خوش قسمتی سے مائی کاکو (حضرت کی خادمہ) آئی اور یہ حالت دیکھکر سارے خاندان نبوت میں اسکی اطلاع کی حضرت ام المومنین معہ چند اور مستورات کے اسی وقت تشریف لائیں۔ اور میری حالت دیکھکر واپس تشریف لے گئیں۔ غالباً حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو اطلاع دی کیونکہ چندہی منٹ کے بعد حضور خود تشریف لے آئے۔ اور علاج کی ہدایات دیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے آنکھ کھولی۔ اور حضور کو دیکھکر عرض کیا۔ میں مرنے سے نہیں ڈرتا۔ موت مومن کا معراج ہے۔ صرف ان خوردسال بچوں کا خیال ہے۔ کہ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں۔ جو باقیوں کو سنبھال سکے۔ سب کے سب رو کر روٹی مانگنے والے ہیں۔ فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ صبح تپ ٹوٹ جائیگا میں جو طبیب تھا۔ اور اسباب پر نظر تھی کہا کس طرح نہ پانچواں دن۔ نہ ساتواں نہ نواں۔ فرمایا۔ قانون بنانے والا اپنے قانون کو توڑ بھی سکتا ہے۔ غرض سب گھر والوں کو تسلی دے کر ۱ بجے کے قریب واپس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا جس وقت بخار کم ہو۔ فوراً کونین کھا لینا۔ رات بھر بخار ۱۰۵ رہا۔ صبح کرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب دریافت حال کے لئے تشریف لائے۔ اور تھرمامیٹر لگایا۔ تو معلوم ہوا۔ ۹۸ سے اوپر نہیں چڑھتا۔ ڈاکٹر صاحب نے حیران ہوکر فرمایا مبارک ہو بخار ٹوٹ گیا۔ فوراً کونین کھا لو۔ الحمد للہ۔ یہ واقعی ایک نشان حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ اور قبولیت دعا ہے۔ کہ اس طرح یکدم بخار ٹوٹ گیا۔ اور مجھے خدا کے فضل سے صحت حاصل ہوئی۔ بالآخر میں سارے خاندان نبوت کا

ڈاکٹر عباداللہ صاحب مرحوم کے متعلق کچھ اور

ڈاکٹر عباداللہ صاحب مرحوم امرتسری کے متعلق مکرمی ملک مولا بخش صاحب نے الفضل مورخہ ۹ر دسمبر ۱۹۳۰ء میں ایک مضمون شایع کر کے حق اخوت و رفاقت ادا فرمایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزا۔ ہمارے تمام احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے بھائیوں کی زندگی کے متعلق اپنے معلومات شایع کرنے میں کوتاہی نہ کیا کریں۔ خصوصاً ایسے بھائیوں کے متعلق جو موت کے ذریعہ ہم سے جدا کئے جاتے ہیں۔

مرحوم ڈاکٹر عباداللہ صاحب کی سیرت پر ایک مضمون لکھنے کا میں اسی وقت عزم کر چکا تھا۔ جب اُن کی خبر وفات پڑھی تھی۔ مگر میری بیماری نے موقعہ نہ دیا۔ اس وقت تک بھی میں کچھ نہ کچھ بیمار ہوں۔ اور احباب سے درخواست دُعا کرتا ہوں۔ لیکن ملک صاحب نے کچھ حالات لکھکر مجھے تحریک کی۔ کہ میں اس کی تکمیل کرنے کی سعی کروں۔ و باللہ التوفیق۔

امرتسر کا سب سے پہلا نوجوان احمدی

ڈاکٹر عباداللہ صاحب کو سلسلہ احمدیہ میں ایک امتیاز خصوصی حاصل تھا۔ اور وہ یہ کہ امرتسر کے احمدیوں میں سب سے پہلا نوجوان جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو ان ایام ابتلاء میں قبول کیا۔ وہ ڈاکٹر صاحب تھے۔ ڈاکٹر صاحب امرتسر کے ایک مشہور ممتاز اور علم دوست خاندان کے رکن تھے۔ یہ خاندان اپنی شرافت اور وجاہت کے لحاظ سے مشہور تھا۔ باوجود اس کے کہ اس خاندان میں نئی روشنی کی تعلیم کا اثر بھی تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب مرحوم کے سوا کسی دوسرے کو قبول احمدیت کی توفیق نے یاری نہ دی۔ ڈاکٹر صاحب ایک نوجوان تھے۔ مذہب کے ساتھ انہیں دلچسپی تو تھی۔ مگر اس قدر کہ اسوقت اُن سے یہ توقع ہو سکتی۔ کہ وہ اتنی بڑی قربانی کر سکیں گے۔

ڈاکٹر صاحب ایک خوش رُو وجیہ نوجوان تھے۔ ۱۸۹۳ء کے مباحثہ آتھم نے اُن کی توجہ کو سلسلہ کی طرف مبذول کیا۔ امرتسر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مخالفت کا بہت بڑا مرکز اور اڈا تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو قبول کرنا تو ایک طرف۔ مخالفت میں حصہ نہ لینا بھی بہت بڑا جرم سمجھا جاتا تھا۔ مگر وہ شخص جس کو سعادت ازلی نے حصہ دے رکھا تھا۔ اور جو ایسا جوہر قابل تھا۔ کہ احمدیت ہی میں نشو ونما پانے کے قابل تھا۔ وہ اس حلقہ سے باہر نہیں رہ سکتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ دلچسپی بڑھتی گئی۔ مکرمی میاں عبدالخالق صاحب مرحوم کی صحبت میں جانے کا ڈاکٹر صاحب کو کبھی کبھی موقعہ ملتا۔ بابو سراج الدین صاحب (اللہ تعالےٰ ان کی عمر میں برکت دے آمین) بھی ڈاکٹر صاحب کے دوستوں میں تھے۔ اور اس وقت نوجوان تھے ان نوجوانوں کو سلسلہ سے محبت اور عقیدت پیدا ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ انہیں سلسلہ میں نمایاں ہونے کی توفیق ملی۔ ڈاکٹر عباداللہ صاحب امرتسر کے نوجوانوں میں اس طرح پر سابقون الاولون کے سردار ٹھیرے جب وہ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ تو قدرتی طور پر انہیں مخالفت کا نشانہ بننا پڑا۔ ان کے خاندان کے تعلقات کا دائرہ وسیع تھا۔ جوں جوں ان کے احمدی ہونے کی خبر مشہور ہوتی گئی۔ اندر اور باہر سے مخالفت ہونے لگی۔ مگر یہ سعید الفطرت نوجوان بھی قدم آگے ہی بڑھاتا گیا۔

نوجوانوں میں تبلیغ

میں بلاخوف تردید کہتا ہوں۔ کہ امرتسر میں ڈاکٹر عباداللہ صاحب کے احمدی ہونے سے جماعت کو بہت تقویت ہو گئی۔ اس لئے کہ عوام کے جس طبقہ سے خطرات تھے۔ ان پر اس خاندان کا اثر تھا۔ اور ان کی وجہ سے نوجوانوں میں تبلیغ کا سلسلہ وسیع ہوتا گیا۔ چنانچہ ان کی ہی وجہ سے امرتسر کے اکثر نوجوانوں کو یہ توفیق ملی۔ ہمارے مکرم ملک مولا بخش صاحب بھی ڈاکٹر صاحب ہی کی تبلیغ کا نتیجہ ہیں۔ بابو سراج الدین صاحب۔ بابو غلام قادر صاحب وغیرہم۔ یہ سب کے سب ڈاکٹر صاحب کی تبلیغی مساعی کے پھل ہیں۔ اور سلسلہ میں نہایت اخلاص اور وفاداری سے کام کر رہے ہیں۔ مرحوم و مغفور ڈاکٹر امیرالدین صاحب بھی اسی ینگ پارٹی کے رکن تھے۔ ان نوجوانوں نے سلسلہ میں آ کر خارق عادت تبدیلی اپنے اندر کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو تبلیغ احمدیت کا اس قدر جوش تھا۔ کہ وہ رات دن اپنے زمرہ احباب میں اور کاروباری سلسلے میں ملنے والے لوگوں کو حضرت کا پیغام پہونچاتے تھے۔ انہوں نے اپنے گھر والوں کو بھی دعوت احمدیت دی۔ مکرمی بابو حبیب اللہ صاحب لیگل پریکٹشنر بہت متاثر تھے۔ اور انہوں نے کبھی جائز نہ سمجھا کہ اُن کی موجودگی میں حضرت اقدس کے خلاف مخالفت کا کوئی غیر شریفانہ رویہ اختیار کر سکے۔ ڈاکٹر صاحب کی زندگی نے اپنے خاندان پر ایسا اثر ڈالا۔ کہ انہوں نے اپنی محلہ کی مسجد ڈاکٹر صاحب کے سپرد کر دی۔

جماعت احمدیہ امرتسر کی مسجد

احمدی جماعت کے لئے ان ایام میں کوئی مسجد نماز کے لئے نہ تھی۔ ایک زمانہ تک ہم ملکہ کے باغ میں جمعہ کی نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ڈاکٹر صاحب کے احمدی ہو جانے پر پہلا فضل یہ ہُوا۔ کہ ایک مسجد ہم کو مل گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے کوشش کر کے اس کی ضروری مرمت کرائی۔ اور وہ بہت ہی آباد ہُوئی۔ پانچوں نمازیں باجماعت وہاں ہونے لگیں۔ اور جمعہ کے دن تو اس میں جگہ نہ ملتی تھی۔ اور اس کا بڑا نیک اثر پڑ رہا تھا۔ علماء امرتسر کو یہ بہت شاق گذر رہا تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ احمدیوں کو اس مسجد کا مل جانا خطرہ سے خالی نہیں۔ چنانچہ انہوں نے بہت کوشش کی۔ لیکن چونکہ یہ خاندان تعلیم یافتہ اور تعصب بے جا کا شکار نہ تھا۔ اس میں انہیں کامیابی نہ ہُوئی۔

ڈاکٹر صاحب نہایت سرگرمی پُورے جوش اور وفاداری کے ساتھ تبلیغ کے کام میں مصروف تھے۔ مولوی محمد احسن صاحب اور بعض دوسرے علماء کو قادیان آتے جاتے ٹھہرا کر لیکچر دلایا کرتے تھے۔ انہوں نے پوری کوشش کر کے احباب کے امرتسر میں قیام کے لئے ایک مہمان خانہ کی بنا ڈالی۔

مہمان نوازی

ڈاکٹر صاحب ذاتی طور پر بہت بڑے مہمان نواز تھے۔ اکرام ضیف اور کشادہ پیشانی سے دوستوں کی خدمت و تواضع ان کا شعار تھا۔ میں یہ کہکر کسی دوست کی ہتک کرنے کا ارتکاب نہیں کرتا۔ مگر یہ حقیقت ہے۔ اور میں اسے چھپانا گناہ سمجھتا ہُوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب کے بعد یہ رُوح اس درجہ تک نہیں پہونچی۔ ڈاکٹر صاحب اپنے کاروبار کے لحاظ سے کامیاب انسان نہ تھے۔ مگر وہ اپنے سینہ میں ایک وسیع الحوصلہ دل رکھتے تھے۔ احباب کے کام کے لئے اُن کا وقت وقف تھا۔ اور سلسلہ کے کاموں کے لئے وہ اپنے کسی نقصان کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ وہ دولت مند آدمی نہ تھے۔ اور اس وقت بھی ان سے بہت زیادہ دولت مند بھائی وہاں موجود تھے۔ مگر عباداللہ مرحوم سے بڑھکر کوئی غنی دل نہ تھا۔ کچھ شک نہیں۔ کہ سلسلہ کے کاموں اور احباب کی دلداریوں اور تواضع میں وقت کا بہت سا حصہ صرف ہو کر ان کے کاروبار میں بظاہر حرج کا موجب ہوتا تھا۔ مگر موت تو آخر دولت مند اور مفلس دونوں کے لئے مقدر ہے۔ ڈاکٹر صاحب دُنیا کی دولت سے بہرہ نہ رکھتے تھے۔ مگر وہ اپنے ساتھ وہ کچھ لے گئے ہیں۔ جو بہت تھوڑوں کو نصیب ہوتا ہے۔

اس زمانہ میں انجمنوں کا اس قدر باقاعدہ نظام نہ تھا۔ مگر ڈاکٹر صاحب کی وجہ سے امرتسر میں سلسلہ کے کاموں میں ایک باقاعدگی۔ جماعت میں ایک تبلیغی جوش اور زندگی کی رُوح نظر آتی تھی

حسن ظنی اور ایثار

ڈاکٹر صاحب بہت صاف دل واقع ہُوئے تھے۔ اور اپنے دوستوں پر پُورا حسن ظن رکھتے تھے۔ ان کا کاروبار اگرچہ کامیاب کاروبار نہ تھا۔ مگر بُرا بھی نہ تھا۔ وُہ امرتسر میں اپنی قابلیت اور اخلاق کی وجہ سے اچھی جگہ حاصل کر رہے تھے۔ کہ خواجہ کمال الدین صاحب کو پشاور میں ادویات کی دوکان کی ضرورت محسُوس ہوئی۔ خواجہ صاحب خود ادویات کا ایک سلسلہ جاری کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے اس مقصد کے لئے ڈاکٹر عباداللہ صاحب مرحوم کو تاکا۔ اور انہیں امرتسر چھوڑ کر پشاور جانے پر راضی کر لیا۔ اور وہ اپنے چلتے ہُوئے

کاروبار کو اپنے ہاتھ سے اپنے ایک دوست اور بھائی کے لئے تباہ کرکے پشاور چلے گئے۔ مگر وہاں کام نہ چلا۔ اور پھر واپس آکر انہوں نے اسی شاخ کہن پر آشیانہ بنانے کا عزم کیا۔ اور اپنا کاروبار شروع کیا۔ مگر اس مرتبہ باوجودیکہ ان کا تجربہ بہت بڑھ گیا تھا۔ وہ رنگ پیدا نہ ہو سکا۔ جو پہلے تھا۔ وہ اپنے کاروبار کی اس ناکامی پر شاکی اور پریشان نہ تھے۔ بلکہ ان ایام میں بھی ایک عبد شکور تھے۔ وہ خدا تعالےٰ کی مشیت پر راضی تھے

سفر ولایت

بالآخر انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ ولایت جاکر عینک سازی کا کام سیکھ آئیں۔ ملک صاحب نے ان کے ولایت جانے کا تذکرہ کردیا ہے۔ اور جن حالات میں وہ ولایت گئے ہیں۔ اس کی طرف بھی اشارہ کردیا ہے۔ ان کی مالی حالت اس بات کی اجازت نہ دیتی تھی۔ مگر وہ ایک عزم صمیم کے انسان تھے۔ اور ان میں ایک اولوالعزمی کی رُوح تھی جس طرح بھی ہو سکا۔ وہ ولایت چلے گئے۔ خدا تعالیٰ کی شان ہے۔ کہ وہ خواجہ صاحب سے پہلے وہاں پہونچے ہوئے تھے۔ اس کے بعد خواجہ صاحب کو بمبئی کے ایک دوست نے سفر ولایت کے قابل بنادیا۔ اور وہ ولایت چلے گئے۔

خواجہ صاحب اور ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کے تعلقات پشاور کی کاروبار کی وجہ سے ایسے خراب ہو چکے تھے۔ کہ وہ خواجہ کے ساتھ ملکر کوئی کام نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ نے ڈاکٹر صاحب کو خواجہ صاحب کی مدد کرنیکے لئے لکھا۔ مکرمی چودہری ظفر اللہ خان صاحب بھی ان ایام میں وہاں ہی تھے ڈاکٹر صاحب کے اخلاص اور وفاداری کی جس قدر تعریف کی جائے۔ کم ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے اور سلسلہ کی خدمت کے جوش کے باعث وہ خواجہ صاحب کے دست راست بن گئے

پہلا آنریری مبلغ

خواجہ صاحب نے ان ایام میں ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا اعتراف کیا۔ اور اس نوجوان نے تبلیغ سلسلہ کے لئے اپنے جذبات اور خیالات کو قربان کردیا۔ اس طرح پر یہ کہنا بالکل درست ہے۔ کہ ڈاکٹر عباد اللہ پہلا احمدی مبلغ تھا جس نے ولایت میں آنریری طور پر کام کیا جب تک وہ لندن رہے۔ انہوں نے پوری سرگرمی۔ وفاداری اور اخلاص کے ساتھ تبلیغ اسلام کے کام میں حصہ لیا۔ خواجہ صاحب سے وہ اکثر معاملات میں اختلاف رکھتے تھے۔ لیکن تبلیغ اسلام کے کام میں باوجودیکہ وہ کوئی تنخواہ دار مبلغ نہ تھے۔ انہوں نے اطاعت اور فرمانبرداری اپنا مسلک رکھا۔ انہوں نے اپنے نمونہ سے دکھایا۔ کہ سلسلہ کے کام میں ذمہ واری کا معیار تنخواہ نہیں۔ اور یہ کہ سلسلہ کے مفاد اپنی تمام خواہشوں اور راؤں سے مقدم ہیں۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا۔ کہ میں اس کام کے لئے کوئی تنخواہ نہیں پاتا ہوں۔ اس لئے مجھے اپنی ذمہ داری کا اس قدر احساس نہیں ہونا چاہئے۔ وہ اس سے بھی زیادہ محنت اور توجہ سے کام کرتے تھے۔ جو کوئی تنخواہ پانے والا کارکن کرے۔

ولایت سے واپسی

واپس آکر انہوں نے امرتسر اپنا کارخانہ عینک سازی کا جاری کیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جیسی توقع تھی۔ اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر وہ اُسے لاہور منتقل کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور لاہور میں بھی یہ ابتلاء ان کے ساتھ تھا۔ اس مالی ابتلاء اور مشکلات میں انہوں نے کبھی گھبراہٹ اور پریشانی کا اظہار نہیں کیا۔ وہ ایک مستقل مزاج اور دلیر سپاہی کی طرح اس کشمکش حیات میں کھڑے رہے۔

افریقہ کا سفر

آخر ان کی مٹی انہیں ہندوستان سے افریقہ لے گئی۔ افریقہ جاکر بھی ان کے کاروبار میں اولاً کوئی خاص کامیابی نمایاں نہ ہوئی۔ لیکن آہستہ آہستہ اس میں ترقی ہونے لگی۔ اور کام اچھی حالت میں ہونے لگا۔ افریقہ جاکر وہ سلسلہ کی خدمت میں اسی جوش سے مصروف تھے۔ اور جلد ہندوستان واپس آنیکے جذبات اپنے سینہ میں رکھتے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ کی مشیت نے کہا۔ افریقہ کی سرزمین تیری قبر تیار کرچکی ہے۔ اور تیری موت اس حقیقت کو پھر ایک بار واضح کرگئی۔ کہ وما تدری نفس بای ارض تموت۔ ڈاکٹر صاحب کی موت کن حالات میں ہوئی۔ مجھے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ وہاں سے ایک مخلص دوست نے مجھے جو خط لکھا۔ میں اُسے یہاں درج کرتا ہوں۔ یہ خط مرحوم کی زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور جس محبت۔ اخلاص اور سادگی سے مرحوم کے کیریکٹر کو دکھاتا ہے۔ وہ قابل رشک ہے۔ میں اس سے بہتر اور موثر الفاظ میں اُسے ادا نہیں کر سکتا۔ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ مرحوم کا رفع حالت نماز میں ہوا ہے۔ نماز مومن کا معراج ہے۔ اور کیسا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان کہ عین حالت نماز میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ ڈاکٹر عباد اللہ اگر آج دُنیاداروں کے عام سلسلہ میں ہوتا۔ اور اس کی موت اسی رنگ کی ہوتی۔ تو اس کی قبر پر سجدے ہوتے اور وہ عارفین کاملین سے سمجھا جاتا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ سچ مچ اولیاء اللہ میں سے تھا۔ اس لئے کہ اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو شناخت کیا۔ اور وفاداری کے ساتھ اس عہد کو نباہا۔ جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا کیا تھا۔ اور اُس نے اپنے عمل سے دکھایا۔ کہ دُنیا کی مشکلات اور عسر ویسر کی کیفیات اس کے قدم کو ڈگمگا نہیں سکتیں وہ آگے ہی بڑھتا گیا۔ اور اس کی موت نے شہادت دیدی۔ کہ اس کی موت اس کے لئے معراج کا ذریعہ تھی۔

کچھ شک نہیں۔ اس کی جوانا مرگی اس کی وطن عزیز سے دُوری۔ اپنے عزیزوں اور خصوصًا زندگی کی تنہا مونس و رفیقہ سے بُعد ایک حسرت کی موت کا نظارہ پیش کرتا ہے۔ لیکن فرشتے اس پر سلام اور رحمت کے پھول برساتے ہیں۔ کہ مرنے والا حالت نماز میں اپنے مولیٰ سے جا ملا۔

پیارے عباد اللہ! تیری زندگی اور تیری موت سلامتی کی ساعات میں آئی پس جا کہ تیرا جانا ابد تک مبارک ہے۔ ذیل میں وہ خط درج کیا جاتا ہے۔ جو عزیز عبد الغنی نے زنجبار سے لکھا ہے (ایڈیٹر عرفانی الکبیر)

مکرم و محترم حضرت ڈاکٹر عباد اللہ صاحب امرتسری رضی اللہ عنہ ۶ ۲ر ستمبر کی شب کو بوقت ۱½ بجے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ مرحوم احمدیت کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کی ذات نیک صفات کا مجموعہ تھی۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے صحابی تھے۔ اور اہل بیت سے مرحوم کو بہت الفت تھی۔ غیر مبایعین سے سخت متنفر تھے۔ رحم اور حلم آپ کی ذات میں نمایاں حصہ رکھتا تھا۔ بعض اوقات جلالی رنگ میں کلام کرتے تھے۔ مگر کبھی بدزبانی نہ کرتے تھے۔ مومنانہ جرأت اور دلیری آپ کی ذات میں نمایاں تھی۔ آخری ایام میں بہت مالی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھنے کے لئے مجھے ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ اب مرحوم کا کام کچھ چل پڑا تھا۔ اور فرماتے تھے۔ کہ ماہ نومبر یا دسمبر میں اپنی اہلیہ کو یہیں لے آؤنگا۔

۲۵ر ستمبر کا جمعہ ہمارے ساتھ ادا کیا۔ اسی دن شام ہمارے ساتھ سیر کے لئے بھی تشریف لے گئے۔ اور قریب قریب چار میل تک سمندر کے کنارے پھر کر آئے۔ شام کی نماز مرحوم اور میں نے سمندر کے کنارے ادا کی۔ ہمارے ساتھ ایک سکھ صاحب بھی سیر کے لئے گئے تھے۔ شام کو قریب ۷ بجے ہم سے علیحدہ ہوئے۔ ہفتہ کی صبح کو ایک سو بخار ہوا۔ دوپہر کے بعد انہوں نے دس گرین کونین کھائی۔ شام کے قریب ہاتھ پاؤں سرد ہو گئے۔ طبیعت میں بے چینی سی ہو گئی۔ شام کو آٹھ بجے میں پھر دیکھنے گیا۔ اس وقت آپ کو قے کے ساتھ خون آتا تھا۔ میں نے عرض کی۔ کوئی ڈاکٹر بلاؤں۔ فرمایا صبح دیکھا جائیگا۔ رات کو تشخیص ٹھیک نہیں ہو سکتی۔ گیارہ بجے کے قریب فرمایا۔ اب جاکر آرام کرو۔ میری طبیعت رو بصحت ہے۔ میں ایک آدمی وہاں سُلاکر واپس گھر آیا۔ ڈیڑھ بجے کے قریب وہی سکھ سردار میرے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا۔ ڈاکٹر صاحب نماز پڑھتے ہوئے سربسجود فوت ہو گئے۔ میں گیا۔ تو مرحوم کو سجدہ میں جاں بحق پایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(تابعدار عبد الغنی کرک احمدی از زنجبار)

مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا ایک ضروری اجلاس بصدارت مفتی محمد صادق صاحب دہلی میں ۔ار دسمبر کو ہوا۔ اور قرار پایا۔ کہ لیگ کا سالانہ جلسہ ہفتہ کرسمس میں الہ آباد میں بصدارت ڈاکٹر سر محمد اقبال منعقد ہو۔

باموقعہ قابل فروخت اراضی رعایتی قیمت پر

(۱) ۹ کنال اراضی۔ برلب سڑک قادرآباد کی طرف مسجد مبارک سے ۶-۷ منٹ کے فاصلہ پر قیمت ۱۵ روپیہ فی مرلہ اکٹھا رقبہ لینے والے سے کچھ رعایت کیجاسکتی ہے ؛

(۲) ۵ کنال اراضی برلب سڑک۔ منڈی سے چند قدم کے فاصلہ پر بہت اچھا موقعہ ہے (۳) ۲½ کنال۔ مسجد نور سے ایک منٹ کے فاصلہ بورڈنگ کے قریب جامعہ احمدیہ کے پچھواڑے قیمت ۲۰ روپیہ فی مرلہ۔ یہاں پہلے ۲۵ روپیہ فی مرلہ اراضی فروخت ہوچکی ہے۔ یہ تینوں رقبے احباب موقعہ دیکھ کر خرید کریں تاکہ ان کے باموقعہ ہونے کا اندازہ کرسکیں۔ خط وکتابت حسب ذیل پتہ پر کریں ؛

محمد عبداللہ خان آف مالیرکوٹلہ قادیان

بے روزگاری سے نجات حاصل کرنیکا

ذریعہ اس وقت یہ ہے۔ کہ آپ امریکہ کے سربند سیکنڈ ہینڈ کوٹوں اور کٹ پیس کی تجارت کریں۔ اب ہم نے قیمتوں میں خاص رعایت کردی ہے۔ یعنی مردانہ ہاف گرم کوٹ درجہ اول یکصد کوٹوں کی امریکن سربند گانٹھ کی قیمت دوصد روپیہ ہے۔ اور مردانہ اوور کوٹ پچاس عدد کی گانٹھ قیمت یکصد ستر روپے ہے ؛

مختلف قسم کے خوشنما اور عمدہ کٹ پیس کی گانٹھیں جو یہاں تیار اور بند کی جاتی ہیں۔ قیمت یکصد پچاس روپیہ۔ پچیس فیصدی پیشگی آنے پر مال بعیغہ وی پی بھیجا جاتا ہے۔ مال گاڑی کا کرایہ بذمہ کمپنی ہوگا۔ اگر آپ پانصدر روپیہ تک بارہ فیصدی سالانہ شرح مفاد پر روپیہ لگاویں تو آپ کو منافع کے علاوہ اسی مالیت کا مال بھی بھیج دیا جاوے گا جو مال فروخت سے بچ جاوے۔ واپس لے لیا جاویگا۔ مستعد ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے:۔

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی بمبئی نمبر ۸

تار کا پتہ:۔ "Victorius"

طاقت کی بےنظیر دوا

کناری روس کناری روس نہایت ہی بیش قیمت کشتوں اور قیمتی ادویات سے مرکب ہے۔ سردی اور گرمی میں یکساں استعمال ہوسکتی ہے۔ دماغ کو طاقت دیتی ہے۔ آواز کو صاف کرتی ہے۔ رنگ نکھارتی ہے۔ دل کو فرحت بخشتی ہے جسم کو مضبوط کرتی ہے۔ بھوک لگاتی ہے۔ کھانا ہضم کرتی ہے۔ تمام قسم کی مردانہ کمزوریوں کا بےنظیر علاج ہے۔ عورتوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ماہواری ایام میں درد کثرت یا قلت حیض۔ حمل نہ ٹھہرنا یا اسقاط ہوجانا۔ بچے کا کمزور پیدا ہونا سب امراض کے لئے فائدہ بخش ہے۔ افسردگی خفقان۔ وہم۔ کام سے نفرت ان سب تکلیفوں کا علاج ہے اس کے استعمال سے عورتوں کا دودھ بڑھتا ہے۔ اور بچہ مضبوط پیدا ہوتا ہے۔ پرانے نزلہ زکام میں نہایت مفید ہے تکان دور کرتی ہے۔ بینائی کو طاقت دیتی ہے۔ قیمت باوجود ان سب خوبیوں کے ۸؍ فی شیشی علاوہ محصولڈاک تین شیشی ۱؍ چھ شیشی ۴؍ عہ

سرمہ نورانی آنکھوں کی جملہ امراض میں مفید ہے۔ ککرے۔ بصارت کی کمزوری آنکھوں کی سرخی۔ دھند۔ جالا۔ شب کوری۔ ناخنہ پانی بہنا سب امراض میں مفید ہے۔ قیمت ۸؍ فی تولہ ؛

دلکشا منجن دانتوں کی صفائی مسوڑوں کی مضبوطی خون کے روکنے منہ کی بدبو دانتوں کے ہلنے۔ اور ان کے دور کرنے کے لئے اور درد دندان کے لئے مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ) ؛

دلکشا ہیرآئل بالوں کا خیال نہ صرف عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ بلکہ مردوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ دلکشا ہیرآئل نہ صرف بالوں کو خوبصورت۔ ملائم۔ مضبوط اور لمبا کرتا ہے۔ بلکہ بفہ یعنی سکری کا بھی علاج ہے۔ پس عورت۔ مرد اس سے یکساں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ قیمت فی شیشی ۱۲؍۔ اور تین شیشی ۱۰؍عہ علاوہ محصولڈاک ؛

دلکشا عطر ہمارے کارخانہ میں ہر قسم کے عطر نئے طریق پر تیار کیے جاتے ہیں ان عطروں کے بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے۔ کہ عطر کی خوشبو پھولوں کے مشابہ رہے۔ ڈیڑھ روپیہ تولہ سے لیکر ۸ (آٹھ روپے تولہ تک) ہر قسم کے عطر مل سکتے ہیں۔ آرڈر بھیج کر خود ہی ہمارے عطروں کا تجربہ کرلیں۔ فہرست دو پیسے کا ٹکٹ آنے پر بھیجی جاتی ہے۔ ؛

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر دلکشا پرفیومری کمپنی قادیان**

ہماری ایجاد کے متعلق ایک معزز کی کیا رائے ہے

میں نے اپنے گھر میں سرمہ نورانی استعمال کرایا ہے جو دلکشا پرفیومری کمپنی کا تیار کردہ ہے۔ آنکھوں کی درد۔ کھجلی پانی بہنا وغیرہ امراض کے لئے بہت مفید پایا ہے۔ احباب اسے پورے وثوق اور اطمینان سے استعمال کرسکتے ہیں۔ ؛

مولوی عبدالرحمن صاحب مصری ہیڈماسٹر احمدیہ سکول قادیان

نئے سال کا بہترین تحفہ

نئے سال کا بہترین تحفہ

ایک نئی اور معرکۃ الآرا تصنیف

جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے

"تفہیمات ربانیہ"

تجویز فرمایا ہے۔ اور جو سلسلہ کے نوجوان فاضل مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری مولوی فاضل کی رشحات قلم کا نتیجہ ہے۔ اس مفصل مدلل اور معقول تصنیف میں نئے پیرائے اور نئے اسلوب کے ساتھ غیر احمدیوں کے ہر اس اعتراض کا نہایت ہی تسکین بخش اور قرار واقعی جواب دیا گیا ہے۔ جو ان کی طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور پیشگوئیوں پر وارد ہوتے رہتے ہیں۔ اور ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کتاب کو پڑھ لینے اور اس کے مطالب ذہن نشین کر لینے کے بعد معمولی اردو پڑھا ہوا احمدی بھی بڑے سے بڑے غیر احمدی عالم کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت وحقانیت کا قائل کرا لینے کی اپنے اندر نمایاں قوت محسوس کرے گا۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ اس بیش بہا اور نہایت ہی محنت اور تحقیق سے لکھی گئی کتاب کی قدر کریں اور جہاں تک ممکن ہو سکے۔ اس کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ نہ صرف خود پڑھیں۔ بلکہ اپنے غیر احمدی دوستوں۔ عزیزوں اور ملاقاتیوں کو بھی پڑھائیں تاکہ ان کے دل بھی ان اوہام و وساوس سے پاک ہوں۔ جو غیر احمدی مولویوں نے ان کے دلوں میں ڈال رکھے ہیں۔ اور انہیں بھی حق و صداقت کے قبول کرنے اور اس سے لذت یاب ہونے کی توفیق ملے۔ یہ معرکۃ الآرا کتاب بڑی تختی کے ساڑھے پانچ یا چھ سو صفحات کی ہوگی۔ چونکہ ہماری غرض عام اشاعت ہے۔ اس لئے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کی قیمت واجبی سے بھی کم رکھی جائے۔ تاکہ دوست اس کی اشاعت میں آسانی کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں۔ کتاب چھپ رہی ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ پر مکمل ہو جائیگی۔ قیمت کا اعلان بھی عنقریب کیا جائیگا۔

خاکسار:۔ مینیجر بکڈپو تالیف واشاعت قادیان

خنازیر اور بھگندر میں اپریشن نہ ہوگا

تحفہ بے بہا — **رحمت خداوندی** — خاص ہوم

اگر ہماری یہ دوائی امراض مندرجہ صدر کو اور ہر قسم کے ناسور کو محض ۲۵ یوم کے خوردنی استعمال سے بیخ و بُن سے نہ اکھاڑ ڈالے۔ تو حلفیہ لکھنے پر کہ فائدہ نہیں ہوا۔ ہم قیمت واپس کرنے کی ذمہ واری لیتے ہیں۔ یہ دوائی بحکم خدا سَو فیصدی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ صدہا روپیہ اپریشن پر خرچ کرنے اور تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ اور نہ کسی دوائی لگانے۔ اور جلاب کا جھگڑا۔ اور کشتہ جات سے پاک۔ آپ بدظنی سے اس دوائی کے فوائد سے محروم نہ رہیں۔ اگر اعتبار نہیں۔ تو مطب میں آکر علاج کرائیں اس صورت میں قیمت بعد فائدہ لی جائیگی۔ قیمت دوائی صہ علاوہ محصولڈاک۔

مینیجر دارالشفا فیض عام۔ ڈھک بازار گورنمنٹ پٹیالہ

غیبی فرشتہ

بڑے بڑے پیالے مت پیؤ

جن لوگوں کی صحت بالکل بگڑ چکی ہو۔ اور جسم پر مردنی سی چھائی رہتی ہو۔ طبیعت ہر وقت بے چین رہتی ہو۔ قلت دم کی وجہ سے اعصاب کمزور ہو کر ڈھیلے پڑ چکے ہوں۔ اور قوت ہاضمہ بھی اپنا جواب دے چکی ہو۔ لطیف سے لطیف غذا بھی ہضم نہ ہوتی ہو۔ اور ہر وقت کھٹے ڈکار آتے ہوں۔ وہ ہمارا تیار کردہ سفوف غیبی فرشتہ جو کہ نہایت خوشبودار۔ اور خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ قلیل المقدار بھی استعمال کرنا پڑتا ہے۔ استعمال کریں۔ میں ایمانًا کہتا ہوں۔ کہ دنوں میں آپ سیروں دودھ۔ گھی ہضم کرنے کے قابل ہو جائینگے۔ اور تمام جسمانی خرابیاں دُور ہو کر چند دنوں میں جسم مثل کندن کے دمکنے لگ جائیگا۔ زیادہ لفاظی فضول۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ بصورت عدم فائدہ واپسی دام کی شرط ہے۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں۔ قیمت فی ڈبیہ سفوف غیبی فرشتہ عہ

سنہاسی لپن امراض چشم کنوں میں فائدہ دینے والا۔ اور عینک سے بے نیاز کرنیوالا۔ تمام عمر نظر یکساں رکھنے والا۔ فی ڈبیہ عہ

المشتہر:۔ ایمانی سودا از ٹوبہ ٹیک سنگھ لائلپور

ضرورت رشتہ

یو۔پی کے ایک خاندان کی دو مخلص احمدی اردو وعربی۔ انگریزی۔ تعلیم یافتہ لڑکیوں کے لئے جنکی عمر ۱۵۔۱۷ سال ہے۔ شریف۔ برسر روزگار تعلیم یافتہ رشتوں کی ضرورت ہے۔ مفصلہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔

عبدالحلیم احمدی ہیڈکوارٹر رائل ایر فورس نئی دہلی

اعلان

میں اب مستقل طور پر قادیان میں کام کرتا ہوں۔ وقت پر اچھی اور خالص چیز بنا کر دے سکتا ہوں۔ بزرگان قادیان سے تصدیق کرلیں۔

احمدالدین زرگر انصاراللہ قادیان قریب بڑی مسجد

مُفت

سنہ ۱۹۳۱ء کی نہایت شاندار باتصویر "تاج جنتری" ایک پوسٹ کارڈ لکھکر مفت منگوالیں۔

مینیجر تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

سالانہ جلسہ پر غیر معمولی رعایت

ایک روپیہ کا مال بارہ آنے میں

یہ مجرب اور شہرہ آفاق ادویہ جن کا مفصل اشتہار نیچے درج ہے۔ جن کے متعلق جناب مینیجر صاحب الفضل۔ الفضل کے ۲۹ جون ۳۰ء کے اشو میں لکھتے ہیں۔ "کہ ان ادویات کا میں نے تجربہ کیا مفید پائی گئیں۔ اور یہ امر موجب خوشی ہے۔ کہ شیخ محمد یوسف صاحب کسی دوائی کا اشتہار نہیں دیتے۔ جب تک مختلف آدمیوں پر اُسے آزما کر مفید ہونیکا اطمینان نہ حاصل کرلیں۔ امید ہے۔ کہ احباب بھی ادویات مشتہرہ سے فائدہ اٹھائینگے۔

یہہ ایام جلسہ میں چار آنے فی روپیہ رعایت پر دیجائینگی۔ اور انہیں تاریخوں یعنی ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کو جو باہر سے خطوط پوسٹ کئے جائینگے۔ وُہ بھی اس رعایت سے یکساں مستفید ہوسکیں گے۔ یہ رعایت سالم شیشی۔ یا سالم خوراک پر ہوگی۔ اس اشتہار میں ادویہ کی سالم قیمتیں درج ہیں۔ یہ ادویہ آپ کو دفتر اخبار نور سے ہی ملینگی۔ دفتر نور منارہ والی مسجد سے جانب جنوب ہے۔ جب آپ مسجد میں کھڑے ہوکر جنوب کی طرف نظر کرینگے۔ تو آپ کو اخبار نور یا موتی سُرمہ کا سائن بورڈ لٹکتا ہُوا نظر آئیگا۔ آپ جنوب کی طرف سے مسجد کی سیڑھیوں سے اتر کر بے تکلف دفتر نور میں تشریف لائیے۔

موتی سُرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

اس پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکماء فریفتہ ہیں۔ اور بوقت ضرورت بذریعہ تار منگواتے ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس کا استعمال رکھیں گے۔ وُہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ ۲/۸ (دو روپے آٹھ آنے) علاوہ محصول۔

حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ و سیکرٹری مقبرہ بہشتی تحریر فرماتے ہیں۔ "کہ میرے گھر میں اس سے قبل بہت سے قیمتی سُرمے استعمال کئے گئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا لیکن آپ کے سرمہ سے اُنکی آنکھوں کی سب کمزوری اور بیماری دُور ہوگئی۔ اور اُنکی نظر بچپن کے زمانہ کی طرح بالکل ٹھیک اور درست ہوگئی۔ اس پر میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور بدوں آپکے کہنے کے محض فائدہ عام کیلئے ان الفاظ کو اس غرض کیواسطے آپ تک پہنچاتا ہوں۔ کہ اسے ضرور شایع کریں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس مفید ترین چیز سے مستفیض ہوں۔"

اکسیر البدن دُنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

اکسیر البدن جملہ دماغی جسمانی واعصابی کمزوریوں کے دور کرنے کا ایک ہی علاج ہے۔ کمزور کو زورآور اور زورآور کو شاہ زور بنانا اس پر ختم ہے۔ اسکے استعمال سے کئی ناتوان گئے گذرے انسان از سرِ نو زندگی حاصل کرچکے ہیں۔ اگر آپ بھی عمدہ صحت پاکر لطف زندگی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آج ہی اکسیر البدن کا استعمال شروع کردیں۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے (صہ) محصول ڈاک علاوہ۔

جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر "الحکم" اکسیر البدن کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔ "مکرمی شیخ محمد یوسف صاحب موجد اکسیر البدن! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ میں نہایت مسرّت اور شکرگذاری کے جذبات سے لبریز دل لیکر آپکو یہ خط لکھ رہا ہُوں۔ میرے بیٹے عزیز یوسف علی کو پیشاب میں شکر وغیرہ آنیکی شکایت تھی۔ اس نے مجھے ولایت سے خط لکھا۔ میں نے آپ سے اکسیر البدن کی شیشی لیکر بھیجدی۔ اس تازہ ڈاک میں جو اُس کا خط آیا میں اُس کا اقتباس بھیجتا ہوں۔ وُہ لکھتا ہے "میری صحت جیسا کہ میں نے پہلے لکھا تھا۔ کہ مجھے پیشاب میں شکر وغیرہ آتی ہے۔ اب خدا کے فضل سے آرام ہوگیا ہے۔ اور اسکی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ وُہ جو آپنے ایڈیٹر صاحب نور والی دوائی اکسیر البدن بھیجی تھی۔ میں نے استعمال کرنی شروع کردی ہے جس سے پیشاب کی شکایت بالکل رفع ہوگئی ہے۔ الحمد للہ اب پیشاب بالکل صاف اور تندرستی کا آتا ہے۔ بھوک خوب لگتی ہے۔ جو کھاؤں سو ہضم۔ چہرہ پر بشاشت اور جسم میں چستی۔ غرضیکہ ایک جوانی کا آغاز پاتا ہوں۔ نہایت اعلیٰ دوا ہے۔ ایک شیشی اور روانہ کردیں۔" شیخ صاحب مجھے عزیز یوسف علی کے اس خط سے بہت ہی خوشی ہُوئی۔ اور یہ دُوسری مرتبہ اکسیر البدن نے میرے لختِ جگر پر اپنا بے نظیر اثر کیا ہے۔ میں جب خود ولایت میں تھا۔ تو عزیز محمود احمد کو اس کا استعمال کرایا گیا۔ اسکی صحت مخدوش تھی۔ اور امراض پھیپھڑہ کا خدشہ تھا۔ مگر خدا نے اکسیر البدن کے ذریعہ اُسے ان خطرات سے بچا لیا۔ اور اب میرے دوسرے بیٹے پر اس نے اعجازی اثر کیا ہے۔ میں اس ایجاد پر آپکو مبارکباد دیتا ہُوں۔ اور دُعا کرتا ہُوں۔ کہ اس نافع الناس دوا کیلئے خدا تعالےٰ آپکو اجر عظیم دے۔ یہ دوائی فی الحقیقت "اکسیر البدن" ہے۔ اور میں ہر شخص کو اسکے استعمال کی تحریک کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتا ہُوں۔"

اکسیر اعظم

اس کا اثر اخیر عمر تک رہتا ہے۔ یہ ایک لاثانی چیز ہے۔ جس کی موجودگی نے طبی دُنیا میں ایک رُوح پھونک دی ہے۔ مفصلہ ذیل نئی اور پُرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے۔ ضعف دل و دماغ و اعصاب۔ ضعف بصر۔ ضعف ہاضمہ۔ اعصابی درد۔ نزلہ۔ درد سر۔ شقیقہ۔ بے خوابی۔ مسوڑوں سے خون کا آنا۔ منہ سے پانی جاری رہنا۔ دانتوں کا درد۔ آواز کا بیٹھ جانا۔ دمہ۔ پرانی کھانسی۔ منہ سے خون کا آنا۔ نفخ۔ ڈکاروں کی کثرت۔ معدہ کی ترشی۔ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔ پیشاب کی کثرت۔ ذیابیطس۔ سرعت۔ خرابی خون وغیرہ کیلئے یہ تریاق آخری اور یقینی علاج ہے۔ مستورات کی امراض۔ بانجھ پن اور جریان الرحم کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ یہ نسخہ پورے ایک سال میں تیار ہوتا ہے۔ قیمت پُوری خوراک نو روپے آٹھ آنے (۹/۸) محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر معدہ

ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ بادگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے۔ جی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا۔ سر چکرانا۔ کرم شکم۔ قبض۔ اسہال۔ ریاح۔ کھانسی۔ دمہ کے لئے تیر بہدف ہے۔ دودھ۔ گھی۔ انڈے۔ بالائی۔ مکھن وغیرہ مرغن غذائیں ہضم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

دماغ۔ حافظہ۔ ذہن کو تقویت دینے۔ کمزور اور دماغی کام کرنے والوں کے لئے بے نظیر چیز ہے۔ قیمت فی شیشی جو کئی ماہ کے لئے کافی ہے۔ صرف دو روپے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

جناب ایڈیٹر صاحب "فاروق" اکسیر معدہ کے متعلق لکھتے ہیں "کہ کچھ دن گذرے میں نے جناب سے اکسیر معدہ اپنے ذاتی استعمال کے لئے لی تھی۔ ان دنوں مجھے نفخ شکم اور پیٹ میں ہر وقت بوجھ رہنے کی شکایت تھی۔ اس اکسیر کے استعمال سے خدا نے مجھے بہت جلد صحت دی۔ اور میری تمام معدہ وشکم کی شکایت رفع ہوگئی۔ اس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں برکت دے۔"

موتی دانت پوڈر

ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے۔ کہ میلے اور خراب دانت جملہ امراض کا گھر ہیں۔ یہ پوڈر نہ صرف یہی کہ دانتوں کو موتیوں کی طرح چمکا کر بدبو دہن کو دُور کر کے پھولوں کی سی مہک پیدا کریگا۔ بلکہ انہیں فولاد کی طرح مضبوط بنا کر جملہ امراض دندان۔ گوشت خورہ۔ خون یا پیپ کا آنا وغیرہ سے نجات دیگا۔ قیمت دو اونس کی شیشی ایک روپیہ علاوہ محصول۔

ہیڈ ماسٹر صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول کی رائے

جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے۔ سابق مسلم مشنری امریکہ حال ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان لکھتے ہیں۔ "کہ میں نے یہ موتی دانت پوڈر استعمال کیا۔ علاوہ دانتوں کو سفید اور صاف رکھنے کے یہ مسوڑوں کے عوارض کے لئے بھی مفید ہے۔"

بیرونی احباب کیلئے نوٹ: جس صاحب کا آرڈر بعد از منہائی رعایت بیس روپے کا ہوگا۔ انہیں محصول ڈاک معاف رہیگا۔ غیر ممالک میں ڈاک دیر سے پہنچتی ہے۔ انکے لئے بجائے ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر کے ۲۶، ۲۷، ۲۸ جنوری کی تاریخیں ہونگی۔ چونکہ غیر ممالک میں وی۔ پی نہیں جاسکتا۔ اسلئے غیر ممالک کے اصحاب کو آرڈر دیتے وقت رقم ادویات اور محصول ڈاک معہ پیکنگ ایک روپیہ آٹھ آنے فی پونڈ بذریعہ منی آرڈر پیشگی بھیجنا چاہئے۔

تبلیغی ٹریکٹ مفت: سالانہ جلسہ پر دفتر نور میں تشریف لاکر سکھوں اور ہندوؤں میں تبلیغ کیلئے گورمکھی ٹریکٹ مفت لیجئے۔

ملنے کا پتہ:۔ **مینیجر نور اینڈ سنز، نور بلڈنگ، قادیان، ضلع گورداسپور (پنجاب)**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لندن۔ ۱۵ دسمبر۔ صوبجاتی آئین کی سب کمیٹی کی رپورٹ تیار ہو گئی ہے۔ اس میں بالاتفاق یہ سفارشات کی گئی ہیں۔ کہ گورنروں کے صوبوں میں موجودہ دوعملی کا نظام منسوخ کر دیا جائے۔ اور تمام صوبجاتی شعبے جن میں لاء اینڈ آرڈر بھی شامل ہیں۔ ان وزراء کے سپرد کئے جائیں۔ جو صوبجات کی کونسلوں کے سامنے جوابدہ ہونگے۔ وزراء کے تقرر کی ذمہ داری گورنر پر عاید ہوگی۔ گورنر کو اختیار ہوگا۔ کہ مجلس وضع قوانین کو موقوف کر دے۔ کسی مسودہ قانون کو دوبارہ غور و خوض کے لئے کونسل میں بھیجدے۔ یا اسے گورنر جنرل کے غور و خوض کے لئے محفوظ رکھے۔ بعض مسودات قانون کو پیش کرنے سے پہلے گورنر کی منظوری ضروری ہوگی۔ وزراء اسی وقت تک اپنے عہدوں پر فائز رہ سکیں گے جب تک گورنر کا منشاء ہوگا۔ حکومت یا دستور حکومت کی ناکامی کی حالت میں گورنر کو ضروری اختیارات حاصل ہونگے۔ کہ خود بلا شرکت غیرے حکومت کو جاری رکھے ؀

——— رگبی۔ ۱۴ دسمبر۔ کل تیسرے پہر تیس کے قریب ہندو اور مسلمان مندوبین وزیر اعظم کے مکان میں گئے۔ تا کہ اقلیتوں کے تحفظ کے متعلق گفت و شنید کو جاری رکھیں۔ ہندو مہا سبھا کے لیڈروں نے وعدہ کیا۔ کہ وہ سکھوں کو پنجاب میں زائد از استحقاق نشستوں کے ترک کر دینے کا مشورہ دیں گے بشرطیکہ مسلمان ... سرے صوبوں میں زائد از استحقاق نشستیں ترک کر دینے پر آمادہ ہو جائیں لیکن مسلمانوں نے اس تجویز کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ مجلس کسی نتیجے پر پہونچے بغیر برخاست ہو گئی ؀

——— کلکتہ۔ ۱۵ دسمبر۔ آقائے نوید الاسلام سید جلال الدین مدیر و مالک جریدہ حبل المتین مختصر سی علالت کے بعد آج اپنے مکان پر فوت ہو گئے۔ آپ کی نعش کو فی الحال امانتاً دفن کیا گیا ہے۔ جو بعد میں ایران بھیجی جائیگی۔

——— لندن۔ ۱۵ دسمبر۔ ملکی فوج (سالویشن آرمی) کے کمشنر سٹبلی ایونز کا انتقال ہو گیا۔

——— ۱۶ دسمبر کو احمدیہ بیورو لندن کی طرف سے بجری تار موصول ہوا ہے۔ کہ چودہری ظفر اللہ خان نے سر ارنسٹ بیرٹ کے ذریعے سہ شنبہ کو مزدور پارٹی کے مجمع کے سامنے تقریر کرنے کا انتظام کیا ہے۔ وزیر اعظم کے زیر اہتمام ہندوؤں اور مسلمانوں کی گفت و شنید کا کوئی تصفیہ نہیں ہوا۔

——— امرتسر۔ ۱۵ دسمبر۔ ہال بازار امرتسر میں نیشنل سکول آف پالٹیکس (سیاسیات کا قومی سکول) حال میں کھولا گیا ہے جہاں سیاسیات کی تعلیم کے علاوہ دیگر مضامین کی تعلیم بھی دی جائے گی ؀

——— کلکتہ۔ ۱۵ دسمبر۔ آج ایسوسی ایٹڈ چیمبر آف کامرس کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں چند قراردادیں منظور کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ کراچی سے براہ بمبئی جنوبی ہند اور سیلون تک بہت جلد ہوائی ڈاک کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ جو لندن اور ہندوستان کے سلسلے کے ساتھ ملا دیا جائے۔

——— لندن۔ ۲۷ نومبر۔ گذشتہ شنبہ کے دن متعدد مندوبین کو لندن کی مسجد میں چودہری ظفر اللہ خان کی طرف سے ایک ایٹ ہوم میں شریک ہونے کا موقعہ مل گیا۔ اس تقریب میں کانفرنس کے تینوں وفود کے ارکان کے علاوہ سفیر حجاز اور بہت سے دیگر اصحاب شریک ہوئے ؀

——— لندن ۱۵ دسمبر۔ دار العوام میں سوالات کے وقت دریافت کیا گیا۔ کہ ہندوستان میں افسروں اور پولیس کے عہدیداروں کے قتل کے سدباب کے لئے کوئی خاص کارروائی کی جائے گی۔ یا نہیں۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ کہ اس کا فیصلہ کرنا۔ حکومت ہندوستان کے ارباب بست و کشاد کا کام ہے۔ اس قسم کے قاتلانہ حملوں کے خلاف جو ضروری احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں گی میں ان کی پوری حمایت اور تائید کرونگا ؀

——— پشاور۔ ۱۶ دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ شاہ کابل نے افغانستان میں کانوں کی کھدائی کا کام امریکہ کو عطا کیا ہے۔

——— پشاور۔ ۱۶ دسمبر۔ افغان افسروں کی تربیت کے لئے کابل میں ایک جنگی مکتب کھولا گیا ہے ؀

——— لندن۔ ۱۵ دسمبر۔ سزائے موت کے متعلق مجلس منتخبہ کی رپورٹ میں اس امر کی سفارش کی گئی ہے۔ کہ پارلیمنٹ کے موجودہ اجلاس میں ایک قانون ایسا پیش کیا جائے۔ جس کے ذریعہ سے پانچ سال کے لئے آزمائشی طور پر سزائے موت کو اڑا دیا جائے ؀

——— امرتسر۔ ۱۶ دسمبر۔ مولوی محمد اسماعیل غزنوی کے خلاف عرصہ سے مقدمہ چل رہا تھا۔ آج پولیس نے غیر معمولی جد و جہد کے بعد اعتراف عجز کیا۔ اور مقدمہ واپس لے لیا۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے آپ کو بری کر دیا ؀

——— سری نگر۔ ۱۳ دسمبر۔ پریزیڈنٹ آریہ سماج سری نگر کو پنڈت موتی لال نہرو کی درازئے عمر کے لئے دعا کے سلسلے میں تحصیلدار کے پیش کیا گیا۔ جس نے حکم دیا کہ آئندہ سے اپنے کاموں کے لئے ہر طرح سے احتیاط رکھیں۔

——— بمبئی۔ ۱۲ دسمبر۔ یہ یقینی امر ہے۔ کہ گورنمنٹ بمبئی آئندہ سال کے بجٹ میں خسارہ کو پورا کرنے کے لئے تمباکو، شرح تبادلہ کے متعلق کاروبار اور پیٹنٹ دوائیوں پر ٹیکس عائد کرنے کے متعلق کمیٹی کی تجاویز پر سنجیدگی سے غور و خوض کر رہی ہے

——— سکھر۔ ۱۵ دسمبر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بمبئی پولیس ایکٹ کے ماتحت حکم جاری کر دیا ہے۔ کہ کوئی شخص کسی دوکان کے سامنے نہ کھڑا ہو۔ نہ ہی پکٹنگ کرے۔ ۵ سے زیادہ اشخاص شہر کے کسی حصے میں اکٹھے ہو کر نہیں چل سکتے ؀

——— پیرس۔ ۱۵ دسمبر۔ مشہور پولیٹیشن ایم پوائنکارے سخت علیل ہو گئے ہیں ؀

——— لندن۔ ۱۷ دسمبر۔ دار العوام میں وزیر صنعت نے کہا۔ کہ مسٹر چرچل نے گذشتہ ہفتے جو تقریر کی۔ اس سے لنکاشائر میں ان کا نام بے انتہا ذلیل و رسوا ہو چکا ہے آپ کی تقریر نہ صرف باشندگان برطانیہ کے لئے توہین آمیز ہے۔ بلکہ تجارت اور صنعت پر بھی اس سے زیادہ خوفناک ضرب آج تک نہیں لگائی گئی ؀

——— بطور امر خاص صرف موجودہ فصل خریف کے لئے حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کپاس اور چاول کے لئے معاملہ زمین کے مطالبے اور شرح قابضان کی فی ایکڑ میزان نکال کر جہاں یہ مطالبہ کپاس کی صورت میں ۷ روپیہ فی ایکڑ سے زیادہ اور چاول کی صورت میں آٹھ روپیہ آٹھ آنے فی ایکڑ سے زیادہ ہو وہاں معاملہ زمین اور شرح قابضان دونوں کو ۲۵ فیصدی کم کر دیا جائے

——— لندن۔ ۱۷ دسمبر۔ دار الامراء میں لارڈ ولینگٹن نے امام یمن اور انگلستان کے تعلقات کے متعلق استفسار کیا۔ تو لارڈ پیسی فیلڈ نے جواب دیا۔ بڑی مشکل یہ ہے۔ کہ امام یمن عدن اور متصلہ محروسہ علاقہ میں انگلستان کی سیادت کو تسلیم نہیں کرتے۔ حکومت اس وقت تک امام موصوف کے ساتھ کوئی عہد نامہ مرتب نہیں کر سکتی۔ جب تک وہ انگلستان کے موجودہ حقوق کو تسلیم کرنے پر آمادہ و تیار نہ ہوں ؀

——— لندن۔ ۱۷ دسمبر۔ فرقہ دارانہ صورت حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہندو اور مسلم مندوبین کو فیصلہ کن سکیم مرتب کرنے کے لئے متفق کرنے کی کوششوں سے کوئی اہم نتیجہ رونما نہیں ہوا۔ مسلمان مسٹر جناح کے چودہ نکات پر مضبوطی سے ڈٹے ہوئے ہیں۔ اور مخلوط انتخاب کی کوئی سکیم منظور کرنے پر رضامند نہیں۔

——— رگبی۔ ۱۵ دسمبر۔ آج علی الصباح لندن میں آب رسانی کا ایک نل جس کا قطر ۲۴ انچ تھا۔ پھٹ گیا۔ اور آن کی آن میں کوچہ و بازار کے علاوہ زیر زمین ریلوے کا سلسلہ بھی زیر آب ہو گیا۔ تار ٹیلیفون۔ ریلوے۔ موٹر اور نقل و حمل کے دیگر ذرایع مسدود ہو گئے۔ سیلاب پوری قوت کے ساتھ مکانوں میں داخل ہو گیا۔ اور سڑک پر زیر زمین ریلوے کے سٹیشنوں کو جانیکے لئے جو راستے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ان سٹیشنوں کے پلیٹ فارموں پر کئی کئی فٹ گہرا پانی نظر آنے لگا۔ بکنگ کلارک ٹکٹوں کے ٹیوب اور نقدی کو کھلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سیلاب نے کانٹے، سگنل اور برقی سلسلوں کو بیکار کر دیا ؀